REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۴۰

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۴ ہجری — ۷ اخاء ۱۳۷۲ ہش — ۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن یکم اکتوبر (ایم ۔ ٹی ۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ٭

حقیقی طور پر اسی وقت کوئی مسلمان کہلائے گا جب اُسکے نفسِ امّارہ کا نقشِ ہستی یکدفعہ مٹ جائے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام!

"اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہلِ اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے مع اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اُس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کے نفسِ امّارہ کا نقشِ ہستی مع اس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن للہ ہونے کی نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعتِ خالق اور ہمدردیٔ مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو ....

مگر یہ للّٰہی وقف محض اس صورت میں اسم بامسمیٰ ہوگی کہ جب تمام اعضا للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعالِ الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یا ایک مصفا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیاتِ الٰہیہ بصفاءِ تام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجہ کاملہ پر للّٰہی طاعات و خدمات پہنچ جائیں تو اس صبغۃ اللہ کی برکت سے اس وصف کے انسان کے قویٰ اور جوارح کی نسبت، وحدتِ شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوتیں للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اور اُن کی خواہشوں کی تصویر بن کر ایسی لائق ہو جاتی ہیں کہ ان کو اسی کا ذریب کہا جاوے .... سو یہ عظیم الشان للّٰہی طاعت و خدمت جو پیار اور محبت سے ملی ہوئی اور خلوص اور حنفیّتِ تامہ سے بھری ہوئی ہے۔ یہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لبِّ لباب ہے جو نفس اور خلق اور ہوا اور ارادہ سے موت حاصل کرنے کے بعد ملتا ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

آپ اپنے نفس کے سچے مربّی بن جائیں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو فتح دور ہے وہ قریب کر دی جائے گی

جتنا آپ اس مضمون کی گہرائی میں اُتر کر خود اپنا مربّی بننے کی صلاحیت اختیار نہیں کرتے ہم دُنیا کے مربّی نہیں بنائے جا سکتے

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۹۳ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ شوریٰ کی آیت ۱۲ کی تلاوت کرنے کے بعد گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دُنیا میں خدا کے سوا ہر چیز کا جوڑا ہے۔ اور انسانی رُوح کا اللہ کے ساتھ جو جوڑ ہے وہ رُوح کا آخری تعلق ہے۔ فرمایا کہ خدا سے جوڑ کے مضمون سے یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا ہمارا جوڑا ہے۔ فرمایا خدا سے جوڑ ہونا اور بات ہے اور خدا کا جوڑا ہونا بالکل اور بات ہے۔ حضور نے آیت کریمہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جوڑے کا مضمون باہم ایک ہی قسم کے نفوس سے تعلق کو چاہتا ہے۔ اور جب نفوس ایک ذات سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو جوڑا بن ہی نہیں سکتا۔ اور خدا تعالیٰ جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ حضور نے آیتِ کریمہ فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡہَا کے حوالے سے مضمون کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض ذہنوں میں یہ تضاد خلش پیدا کر سکتا ہے کہ ایک جگہ فرمایا تم سب جوڑے ہو پس اللہ کی طرف دوڑو حالانکہ انسان اپنے جوڑے کی طرف دوڑتا ہے جبکہ اللہ کا کوئی جوڑا نہیں تو اس کی طرف کوئی کیونکر دوڑے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ اس کی مثل ہی کوئی نہیں تو اس کا کیا جوڑ ہوا۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے ہر چیز کو اپنی فطرت پر بنایا ہے۔ حضور نے فرمایا اس آیت سے بعض ذہنوں میں خلش پیدا ہوئی اور اس کے ایسے معنے کئے گئے کہ اس تصور سے نجات پالیں کہ خدا نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر خالق کی اپنی تخلیق پر گہری چھاپ ہوتی ہے اور اللہ تو اپنی تخلیق میں درجۂ کمال رکھتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ خدا نے اپنی فطرت انسان پر نقش نہیں کی غلط ہے۔ اگر فطرت درجۂ کمال تک بھی نقش ہو چکی ہو تب بھی خالق اور مخلوق الگ الگ وجود ہوتا ہے۔ فرمایا لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ والا مضمون بتاتا ہے کہ خدا نے جس فطرت پر انسان کو پیدا کیا ہے اگر وہ سب خوبیوں کے ساتھ چمک بھی اٹھے تب بھی خالق کا شریک نہیں ہو سکتی۔ اس کی بہترین مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت ہے جو اللہ کے نور سے چمکی۔ اور آپ کا نور خدا کے نور سے مل گیا۔ فرمایا خدا کا اپنی فطرت پر پیدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے ساتھ آخری اتصال کے لئے الٰہی صفات حاصل کرنے کی صلاحیت بندے میں رکھ دی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر محبت کا اتصال نہیں ہو سکتا۔ فرمایا جیسے قطرہ سمندر میں داخل ہو جاتا ہے مگر سمندر قطرے کا جوڑ نہیں۔ مثل ضرور ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مثل بھی کوئی نہیں ہے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷؍اخاء ۱۳۷۲ہش

عورتوں کے خلاف بڑھتے ہوئے جرائم - ایک لمحہ فکریہ

چند دن قبل دارالحکومت دہلی میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء نے اس بات کو لے کر زبردست مظاہرہ کیا کہ عورتوں کے خلاف ہونے والے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہے جب اخباروں میں ملک کے مختلف حصوں میں خواتین کے ساتھ چھیڑخانی یا عصمت دری کی شرمناک رپورٹیں شائع نہ ہوتی ہوں۔ طرح طرح کے دِل دوز مظالم کی خبریں جیسے جہیز کی خاطر قتل و آتش زنی۔ ظلم و استبداد اور حقوق تلفی۔ اشتہارات و فلموں کے ذریعہ ننگ و ناموس پر حملہ وغیرہ۔ بعض جرائم تو اِس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ انسانی تصوّر بھی ان سے کانپ اُٹھتا ہے۔ بےحیائی کے ان کاموں میں چھوٹی چھوٹی معصوم بچیّوں کی ناموس سے کھیلنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اِن شرمناک واقعات کو پولیس کے روزنامچوں میں درج کرانے سے بھی لوگ ڈرتے ہیں اور شرم بھی محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا پولیس تھانوں کے ریکارڈ کے مقابلہ میں ایسے کیسوں کی تعداد عملاً بہت زیادہ ہوتی ہے۔

کچھ رفاہی تنظیموں اور ہندوستانی عورتوں پر ہونے والے مظالم پر سروے کرنے والے اسکالروں کا کہنا ہے کہ جہاں دہلی میں ہر روز عصمت دری کئے جانے والے تین واقعات پولیس روزنامچوں میں درج ہوتے ہیں وہاں چھوٹے شہروں میں ان واقعات کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال ان واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے اور بسااوقات مجرموں کے خلاف کیس درج ہی نہیں ہو پاتے۔ اور اکثر صورتوں میں مجرم سزا سے بچ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو اِس بات کا ثبوت ہے کہ ہندوستان میں عورتوں کی عزّت و احترام کی طرف آگے بڑھنے کی بجائے قدم بہت حد تک پیچھے ہی ہٹے ہیں۔

آج کے دَور میں آزادی کے نام پر عورت کو اِس رنگ میں مَردوں کے ہم دوش کھڑا کیا جا رہا ہے جس میں آزادی اور برابری کی بجائے ظلم و زیادتی غالب ہے۔ اگرچہ اِس وقت انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں عورتیں مردوں کی برابری نہ کرتی ہوں۔ تعلیمی میدان میں بھی لڑکیوں کی نسبت لڑکوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے اور حصولِ معاش کے مختلف شعبوں میں مردوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ اس کے باوجود عورت کو وہ حقوق اور عزّت حاصل نہیں جو اس کا بنیادی حق ہے۔ اِسی لئے وقتاً فوقتاً ایسی سکیموں، تنظیموں اور کمیشنوں کی ضرورت پڑتی ہے جو عورتوں کے حقوق کی بحالی کی کوشش کریں۔ اگرچہ کہ یہ کمیشن بھی کماحقّہ، نمائندگی نہیں کر پاتے اور معاشرہ میں عورتوں پر مظالم کا سلسلہ نہ صرف بدستور جاری ہے بلکہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک اُن اصولوں کو بُنیاد نہ بنایا جائے جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں کسی معاشرہ میں عورت کے حقوق و احترام قائم نہیں ہو سکتے۔ قرآنِ کریم نے مرد و زن کے اِس امتیاز کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ج

(ترجمہ) اَے لوگو! اپنے ربّ کا تقوٰی اختیار کرو جس نے تمہیں ایک (وہی) جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے (وہی) اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کرکے دُنیا میں) پھیلائے۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر مرد کو عورت کا لباس اور عورت کو مرد کا لباس قرار دیا۔ پس بنیادی بات یہ ہے کہ دونوں ایک جان سے پیدا ہوئے ہیں اس لحاظ سے کسی کو دُوسرے پر کوئی فضیلت اور برتری نہیں۔ الگ الگ ڈیوٹیاں مقرر ہیں اور گھر کے اخراجات کی ذمّہ داری مرد پر عائد کی گئی ہے۔ عورت پر نہیں۔ عورت پر اس کی خِلقت کے لحاظ سے اس کی عزّت و حفاظت کے لئے جو پردہ فرض کیا گیا ہے وہ کوئی قید نہیں ہے۔ باپردہ رہتے ہوئے ہر کام میں آزادی ہے اور بڑی سے بڑی ترقی حاصل کرنے میں پردہ کوئی روک پیدا نہیں کرتا۔

ازدواجی معاملات میں ایک کے دوسرے پر عہد و پیمان سے برابر کے حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں۔ جن کی عدم ادائیگی کی صورت میں اگر آپسی نباہ ممکن نہ ہو اور کسی صورت میں سمجھوتہ اور اِصلاح ممکن نہ ہو تو جس طرح مرد کو عورت سے علیحدگی کا حق حاصل ہے عورت کو بھی مرد سے علیحدگی کا مکمّل حق حاصل ہے۔ قرآنِ مجید کی اِس حسین تعلیم پر عمل کرتے ہوئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ازواج کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور تعددِ ازدواج کی صورت میں ایسا رواداری و انصاف کا برتاؤ کیا جو اُسوۂ حسنہ کے طور پر تمام مردوں کی ہمیشہ رہنمائی کرے گا۔ آپ نے ہر حیثیت سے عورتوں کے مقام و احترام کو اِس رنگ میں قائم فرمایا کہ جس سے بڑھ کر یا اس کے ہم پلّہ ہرگز ممکن نہیں۔ فرمایا تم میں سے بہتر وہی ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر سُلوک کرتا ہے۔ ماؤں کا احترام قائم کرتے ہوئے اَولاد کو نصیحت فرمائی کہ جنّت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور بیٹی کے متعلّق فرمایا جو شخص اپنی دوؔ یا ایک بیٹی کی اعلیٰ رنگ میں تعلیم و تربیت کرے وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔

پس جب تک عورتوں کے متعلّق اسلام کی بیان فرمودہ تعلیمات پر عمل نہیں ہوگا تب تک کسی معاشرہ میں خواہ وہ کسی ملک کا ہو اس صنفِ نازک کی عزّت و اِحترام قائم نہیں ہو سکتا۔ اسلام نہ صرف عورتوں پر ہونے والے وحشیانہ مظالم کا سدِّ باب کرتا ہے بلکہ بلند و بالا وقار کا ضامن ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ نیکی و تقوٰی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے نیک اور دِیندار زوج کے انتخاب کو اوّلیت دِی گئی ہے۔ مال اور اَولاد کا نیک ہونا نیک اور دیندار بیوی پر منحصر ہے اور عورت کے کمانے کی بجائے اپنے گھر اور بچوّں کی اچھی تربیت پر اِسلام زیادہ زور دیتا ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اچھا دِین دار فرد، گھرانہ اور غریب معاشرہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس امیر فرد، گھرانے اور معاشرے کے جو بہت سی خرابیوں اور عیوب کی آماجگاہ ہو۔ اچھی تربیت کے لئے اچھی درس گاہ کی ضرورت ہے۔ اور نیک ماں کی گود سے بہتر بچوّں کے لئے کوئی درس گاہ نہیں ؎

(قریشی محمد فضل اللہ)

اپنی عورتوں سے حُسنِ سُلوک سے معاشرت کرو

"اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ یعنی یہ بات مردوں کے ذمّہ ہے کہ جو عورتوں کو کھانے کے لئے ضرورتیں ہوں یا پہننے کیلئے ضرورتیں ہوں وہ سب ان کے لئے مہیا کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرد عورت کا مربّی، محسن اور ذمہ دار آسائش کا ٹھہرایا گیا ہے۔ اور وہ عورت کے لئے بطور آقا اور خداوندِ نعمت کے ہے اسی طرح مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قُویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے اور مرد کی فطرت کو جس قدر باعتبار کمال قوتوں کے انعام عطا کیا گیا ہے وہ عورت کی قوتوں کو عطا نہیں کیا گیا۔ اور قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروّت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزّت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حُسنِ سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروّت سے پیش آتے ہو۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۸۸)

خطبہ جمعہ

یہ جمعہ ہمارے لئے ایک غیر معمولی تاریخی حیثیت اختیار کر گیا ہے کیونکہ یہاں جمعہ ادا کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی یاد آتی ہے

یہ بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے کیونکہ تمام مذہبی کتب کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی ایسا ذکر نہیں ملتا کہ دن چوبیس گھنٹے سے لمبے بھی ہو سکتے ہیں

جب سے دنیا بنی ہے ان غیر معمولی وقت کے علاقوں میں پہلا جمعہ پڑھا جا رہا ہے جس میں مرد عورتیں اور بچے سب شامل ہیں اور سب کا تعلق جماعت احمدیہ مسلمہ سے ہے

میں تمام عالمگیر جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج جماعت احمدیہ کو عظیم سعادت اور ایک سنگ میل کا اضافہ ہوا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ ر جولائی (احسان) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام (شمالی پول۔ قطب شمالی) ناروے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج کا جمعہ ہم ناروے کے انتہائی شمالی مقام جسے یہاں نور کیپ (NORDKAPP) کہا جاتا ہے اور انگریزی میں NORTH CAPE کے نام سے مشہور ہے وہاں ادا کر رہے ہیں۔ یہ مقام اوسلو سے پچیس سو (۲۵۰۰) کلو میٹر دور یعنی پندرہ سو پچاس (۱۵۵۰) میل دور شمال کی طرف واقع ہے اور نارتھ پول سے اکیس سو دس (۲۱۱۰) کلو میٹر یعنی تیرہ سو آٹھ (۱۳۰۸) میل جنوب میں واقع ہے اور یہ تمام علاقہ جو NORTH CAPE سے اردگرد کا علاقہ ہے اس میں اس وقت تین مہینے کا دن چڑھا ہوا ہے اور اس علاقے میں تین (۳) مہینے تک سورج غروب نہیں ہوتا اسی طرح سردیوں میں اس علاقے میں (۳) مہینے کی رات آیا کرتی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جو یورپ کا انتہائی شمالی خشکی کا مقام ہے اور گرین لینڈ (GREEN LAND) جزیرے میں بھی جو آباد حصہ ہے اس سے کہیں زیادہ شمال کی طرف واقع ہے۔

یہ جمعہ ہمارے لئے ایک غیر معمولی تاریخی حیثیت اختیار کر گیا ہے کیونکہ یہاں جمعہ ادا کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک پیشگوئی یاد آتی ہے۔ جس کا ظہور تو ایک لمبے عرصہ سے ہو چکا ہے لیکن بعض پہلوؤں سے وہ ابھی تشنۂ تکمیل تھی اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اس قافلے کو یہ

عظیم تاریخی سعادت نصیب ہو رہی ہے

کہ اس پہلو سے بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنیں۔

ایک موقعہ پر دجال کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دنوں کا بھی ذکر فرمایا جو سال کے برابر لمبے ہو سکتے ہیں اور وہ دجال کے زمانے میں آنے تھے۔ اسی طرح ان دنوں کے ذکر میں فرمایا کہ بعض دن نسبتاً چھوٹے مہینوں تک ہوں گے بعض ہفتوں تک ہوں گے اور بعض سال کے برابر بھی ہوں گے اور ان انتہائی دنوں کے درمیان عام روزمرہ کے دن بھی ہوں گے یعنی دجال کے زمانے میں یہ باتیں بیک وقت نمودار ہوں گی۔ جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ کہیں سال کا دن بھی ہوگا۔ کہیں چھ چھ مہینے کا دن بھی ہوگا کہیں تین مہینے کا، کہیں ہفتے کا اور باقی دن برابر ہوں گے یعنی عام روزمرہ کے دن ہوں گے۔

یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ کیونکہ تمام مذہبی کتب کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ دن چوبیس گھنٹے سے لمبے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور چودہ سو سال پہلے تو یہ تصور بالکل عنقا تھا۔ اس کا وہم و گمان بھی کسی انسان کے ذہن میں نہیں آ سکتا تھا۔ اور پھر یہ عجیب بات کہ بیک وقت کچھ دن لمبے اور کچھ دن چھوٹے ہوں گے یہ ایک حیرت انگیز معمہ تھا جو اس زمانے کے انسان سمجھ نہیں سکتے تھے نہ کسی کا تصور اس بات تک پہنچ سکتا تھا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خبر دیتا اور ایسا ہی ہوا۔

ایک لمبے عرصہ تک یہ پیشگوئی مسلمان مفکرین اور علماء کیلئے معمہ بنی رہی

وہ سوچتے تو ہوں گے کہ اس کا کیا مطلب ہے لیکن سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ یہ باتیں ابھی نہیں آئی تھیں۔ پھر اس آخری زمانہ میں جب دجال کا یعنی مغربی عیسائی قوموں کا عروج ہوا ہے اور عیسائیت نے دنیا پر غلبہ پایا ہے تو اس دور میں یہ باتیں دریافت ہوئیں اور یہ شمالی پول اور جنوبی پول کے قصے ہمارے سامنے آئے۔ یہاں ایک سوال کا حل کرنا ضروری ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جہاں ایک سال کا دن فرمایا ہے اگر دن کی روشنی کے دن کو شمار کیا جائے تو ایسی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ اگر دن کو چوبیس گھنٹے کا دن تصور کیا جائے تو پھر یقیناً شمالی قطب میں بھی اور جنوبی قطب میں بھی ایک سال کا دن ہوا کرتا ہے اور جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ثابت ہے کہ ایک دن میں پانچ نمازوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس سے قطعی طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب دن کی بات فرما رہے تھے تو جیسا کہ روزمرہ کا محاورہ ہے دن میں رات کو بھی شامل فرما لیا اور ایک دن سے مراد چوبیس گھنٹے کا دن ہے نہ کہ ۱۲ گھنٹے کا دن۔ جب یہ بات سمجھ آئے تو پھر یہ پیشگوئی بعینہٖ من و عن پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے کیونکہ قطب شمالی میں مسلسل ۶ مہینے کی رات اور مسلسل ۶ مہینے کا دن ہوتا ہے۔ یعنی ۶ مہینے روشنی کے اور ۶ مہینے اندھیرے کے اور یہ دونوں مل کر ایک سال بن جاتا ہے۔ پس قطب شمالی اور قطب جنوبی کو دیکھیں تو یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ من و عن پوری ہوتی دکھائی دے رہی ہے کہ ایک سال کا دن قطب شمالی پر چڑھتا ہے اور ایک سال ہی کا دن قطب جنوبی پر چڑھتا ہے اور درمیان کے علاقے تقسیم ہو گئے ہیں۔ پس یہ جو تین مہینے کا دن کا علاقہ ہے اس کا اصل معنی یہ ہے کہ یہ ۶ مہینے کا دن ہے کیونکہ تین مہینے کا روشنی کا عرصہ ہے اور تین مہینے کا اندھیرے کا عرصہ ہے اور دن میں چونکہ روشنی اور اندھیرے کے عرصے اکٹھے شمار ہوتے ہیں اس لئے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم ایسے علاقے میں آ گئے ہیں جہاں ۶ مہینے کا دن ہے اور ۶ مہینے کی رات۔ اس موقعہ پر جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ حیرت انگیز پیشگوئی فرما رہے تھے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اگر ایک سال کا دن ہوگا تو ہم ایک سال میں پانچ نمازیں پڑھیں گے۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دن سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مراد صرف روشنی کا دن نہیں

بلکہ چوبیس گھنٹے کا دن تھا

آپ نے فرمایا: نہیں. تم اندازہ لگایا کرو اور جس طرح عام علاقوں میں پانچ نمازیں پڑھتے ہو اسی طرح اس وقت کی نسبت کے ساتھ جو عام علاقوں میں تجربۃً وقت ہے تمہارے تجربہ میں آتا ہے اس کے مطابق چوبیس گھنٹے کے اندر پانچ پانچ نمازیں پڑھا کرو، یہ لفظ چوبیس گھنٹے تو استعمال نہیں ہوئے لیکن حدیث کے الفاظ سے بات بالکل واضح ہے کہ نمازوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ وہ چوبیس گھنٹے کے دن کے مطابق بڑھتی جائیں گی اور ہر چوبیس گھنٹے کے بعد پانچ پانچ نمازیں اندازے سے مقرر کرنی ہوں گی۔ اب وہ پیشگوئی جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ اس کا ایک پہلو ایسا ہے جسے آج ہم خدا کے فضل کے ساتھ پورا کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان علاقوں میں مسلمانوں نے پہلے نمازیں پڑھی ہوں گی۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس بارہ میں کوئی بھی شک ہوگا کیونکہ الاسکا کے شمال میں میں جانتا ہوں کہ بعض احمدی گئے ہیں اور پانچ وقت کی نمازیں ایک دن کے اندازے سے انہوں نے وہاں پڑھی ہیں۔ ہمارے ایک دوست حمید اللہ شاہ صاحب کینیڈا کے شمال میں ایک خدمت سرانجام دے رہے ہیں وہ بھی پانچ وقت کے لحاظ سے نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ پیشگوئی آج پہلی دفعہ پوری ہو رہی ہے یہ درست نہیں ہوگا۔ جو پہلو میرے ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ جہاں تک میں نے نظر دوڑا کر دیکھا ہے مجھے اس بات کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا کہ آج سے پہلے ایسے علاقوں میں جہاں چھ مہینے کا دن چڑھا ہو یا چوبیس گھنٹے سے زائد کا کہیں دن ہو وہاں باقاعدہ کبھی پانچ وقت کی نمازیں ایک جگہ باجماعت ادا کی گئی ہوں اور پھر جمعہ اس طرح باجماعت ادا کیا گیا ہو کہ امت مسلمہ کے ہر طبقے کی نمائندگی اس میں ہو گئی ہو۔ مثلاً انصار کی عمر کے لوگ بھی ہوں، خدام کی عمر کے لوگ بھی ہوں، بچے بھی ہوں۔ مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی ہوں۔

یہ واقعہ میرے اندازے کے مطابق پہلی دفعہ رونما ہو رہا ہے

کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت کو ان غیر معمولی وقت کے علاقوں میں باقاعدہ باجماعت پانچ نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی اور یہ سلسلہ کل سے شروع ہوا۔ کل ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں یہاں ادا کیں اور اس کے بعد یہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہمارے اندازے کے مطابق صبح کا وقت ہوا اور پھر صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد یہاں سے اس کیمپ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ہمارا قیام ہے اور پھر اب جمعہ کے لئے آگئے ہیں جہاں جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جائے گی۔ پس اس پہلو سے اس طرح باجماعت پانچ نمازیں یہاں ادا کی گئی ہیں۔ کیونکہ اس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی اور بچے بھی، خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی میں شامل ہیں اور یہ جمعہ اس پہلو سے وہ تاریخی جمعہ ہے کہ جس میں پہلی بار ان غیر معمولی اوقات کے علاقوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ہم جمعہ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو چونکہ یہ غیر معمولی سعادت بخشی ہے اور جیسا کہ گذشتہ کچھ عرصہ سے میں جمعہ کے متعلق بتا رہا ہوں کہ اس کا جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ پس جماعت احمدیہ کے ساتھ جمعہ کا یہ ایک اور تعلق بھی قائم ہوا ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے ان غیر معمولی اوقات کے علاقوں میں یہ پہلا جمعہ پڑھا جا رہا ہے جس میں مرد، عورتیں اور بچے سب شامل ہیں اور سب کا تعلق جماعت احمدیہ مسلمہ سے ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آخری زمانے کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے چن لی گئی ہے اور یہ سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے پس اس کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ اس پہلو سے کہ یہ ایک تاریخی حیثیت کا جمعہ ہے میں اس میں شمولیت کرنے والوں کے نام پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ تاریخ میں وہ نام ریکارڈ ہو جائیں۔

یہاں تک میرے ذاتی خاندان کا اور تعلق والوں کا ذکر ہے، میری علاوہ اس جمعہ میں میری بیٹی فائزہ بھی شامل ہے جن کے میاں عزیزم لقمان احمد جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے صاحبزادے ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح میری تیسرے نمبر کی بیٹی عزیزہ یاسمین رحمان مونا بھی اس جمعہ میں شامل ہیں اور ان کے میاں کریم احمد خان کیٹی اس جمعہ میں شریک ہیں۔ اسی طرح میری چوتھی بیٹی عطیۃ الحبیب طوبیٰ بھی ہمارے ساتھ جمعہ ادا کر رہی ہیں۔ عزیزم لقمان اور فائزہ کے تین بچے عثمان احمد اور نداء النصر اور عدنان احمد (جو وہاں سامنے لیٹا ہوا ہے۔ امید ہے جمعہ کی نماز کے وقت وہ اٹھ کر شامل ہو جائیگا) بھی اس میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ میری پانچویں بیٹی سعدیہ نعیم جو چوہدری شاہنواز صاحب کی نواسی ہے۔ جن کا ذکر میں نے جلسہ سالانہ قادیان میں ان کے نکاح کے موقعہ پر بھی کیا تھا، یہ بھی ساتھ شامل ہیں۔ یہ تو ہمارے گھر کے افراد ہوئے اور باقی بھی سب گھر ہی کے افراد ہیں کیونکہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں درحقیقت ایک ہی خاندان کی لڑیوں میں پرو دیا ہے

اور ایسے اخوہ بنا دیا ہے کہ اس کی کوئی دنیاوی مثال دکھائی نہیں دیتی اور حقیقت میں ساری جماعت احمدیہ عالمگیر اس وقت اخوت کی ایسی لڑیوں میں پروئی گئی ہے کہ خاندانی تعلقات میں بھی ایسی محبت، ایسے خلوص کی کوئی مثال دکھائی دیتی ہے تو کم دکھائی دیتی ہے۔ "ان میں میرا" قافلہ ہے جو میرے ساتھ سفر کیا کرتا ہے۔ اس میں کچھ دفتر کا عملہ ہے کچھ تبشیر کا، کچھ سیکورٹی کا سٹاف ہے۔ ان میں پہلے تو عزیزم نبیل خالد ارشد ہیں جو ہمیشہ سفروں میں میرے ساتھ میری گاڑی کی ڈرائیونگ کے فرائض سرانجام دینے کے لئے اپنا وقت وقف کرتے ہیں اور بہت ہی خلوص اور محبت کے ساتھ ایک لمبے عرصے سے یہ فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ کبھی کبھی کسی اور کو بھی موقعہ ملتا ہے لیکن اکثر ان کی خواہش یہی ہے کہ ہمیشہ یہی میری کار کی ڈرائیونگ کے فرائض سرانجام دیں یہ عبد الباقی ارشد صاحب کے صاحبزادہ ہیں جن کو انگلینڈ کی جماعت میں ارشد باقی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دوسرے ہمارے ساتھ محمد اختر امینی صاحب ہیں جو رضاکارانہ طور پر اپنی کار لے کر اس قافلہ میں شامل ہوئے۔ ان کے والد صاحب کا نام رحمت علی امینی ہے جو پہلے گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے تھے اور اب بریڈ فورڈ میں آباد ہیں پھر کلیم خاور صاحب ہیں جو ہمارے رشین ڈیسک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے دوسری زبانوں میں مہارت حاصل کی لیکن اس سفر میں روسی زبان سے تو ہم استفادہ نہیں کر سکے لیکن ان کی کھانا پکانے کی صلاحیتوں سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے اور قافلہ کے بعض ممبروں کا خیال ہے کہ روسی زبان سے بہتر یہ کھانا پکانا جانتے ہیں۔ خدا کرے ان کی روسی بھی بہتر ہو جائے اور کھانے سے بھی آگے نکل جائے۔ پھر مبارک احمد صاحب ظفر ہیں جو وکالت مال لندن سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر ہمارے ہادی علی صاحب۔ چوہدری ہیں جو ایڈیشنل وکیل التبشیر ہیں۔ پھر میجر محمود احمد صاحب ہیں جو چیف سیکورٹی آفیسر ہیں اور اشفاق احمد صاحب ہیں جو ان کے ساتھ ان کے نائب کے طور پر سیکیورٹی آفیسر ہیں۔

اس قافلے کا ایک حصہ وہ ہے جو اسکو سے اس قافلہ میں شامل ہونے کے لئے آیا اور ان کے سربراہ رشید احمد صاحب چوہدری ہیں جو چوہدری غلام حسین اور سیئر مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ دوسرے مظفر احمد چوہدری ہیں جو ان کے صاحبزادے ہیں اور تیسرے مرزا محمد اشرف علی صاحب ہیں جو مکرم محمد فاضل صاحب آف کوئٹہ کے صاحبزادے ہیں۔ یہ تین حضرات دو کاریں لے کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے اور اس سارے سفر کو کامیاب بنانے کا سب سے بڑا سہرا اگر انسانوں

میں سے کسی کے سپرد رکھا جا سکتا ہے تو رشید احمد صاحب چوہدری کے سپرد ہے۔ انہوں نے لمبے عرصہ کی تیاری کے بعد یہ انتظام کیا ہے۔ دو تین سال محنت کی ہے۔ سارے رستوں کا معائنہ کیا، جگہوں کا جائزہ لیا۔ پھر یہ کہ کونسی جگہ بہتر ہوگی کتنے فاصلہ پر ہمیں کیمپ کرنا چاہیئے۔ اور پھر یہ کہ کتنا کھانا ساتھ لے کر پھرنا ہوگا۔ اور کن کن چیزوں کی، کن برتنوں کی ضرورت ہوگی یہاں تک کہ مچھلی پکڑنے کا سامان بھی ساتھ لے کر چلے ہیں۔ دو کاروں میں تین آدمی اس لئے آئے ہیں کہ دراصل تین کی گنجائش بھی مشکل سے تھی۔ وہ دونوں کاریں سامان سے لبالب بھری ہوئی تھیں اور ایک کار میں تو یہ اتنا سٹور پیک کر کے ساتھ لائے ہیں کہ ہمارے قافلے والے اس کو مزاح کے ساتھ ڈیپک کہتے ہیں۔ ڈیپک انگلستان میں ایک گروسری سٹور ہے جو بہت بڑا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا ڈیپک سٹور ہمارے ساتھ پھر رہا ہے۔ امید ہے اب تک اس کا کچھ وزن کم ہو گیا ہوگا لیکن جاتے جاتے انشاء اللہ جس طرح اب ہمارے قافلے کے بعض لوگ کھانے کا حق ادا کر رہے ہیں اُمید ہے کہ باقی وزن بھی جلد ہی ہلکا ہو جائے گا۔ رشید چوہدری صاحب کے صاحبزادہ مظفر نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ بہت ہی مستعدی غیر معمولی ہمت والے نوجوان ہیں۔ مچھلیاں پکڑنے کے بھی ماہر ہیں کل گئے تھے تو تھوڑے سے ہی عرصہ میں آٹھ دس مچھلیاں پکڑ لائے مگر یہ مچھلیاں پکڑنا تو ضمنی بات ہے دراصل سارا دن رات قافلے کے ساتھ محنت کرنا، ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنا، ہر قسم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کرنا کسی چیز کی اچانک ضرورت پیش آئے تو رات کو بھی دکان کھلوا کر وہ چیز مہیا کر لینا یہ ان کا فن ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزاء دے اور ایک جزاء تو دے بھی چکا ہے کہ اس عظیم تاریخی جمعہ میں شمولیت کی سعادت مل رہی ہے جو انسان کی کوشش سے نہیں ہو سکتی۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کہ یہ سعادت ایسی ہے جو زور بازو سے حاصل نہیں ہوا کرتی تاوقتیکہ خدا نہ بخشے جو بخشنے والا ہے، یعنی عطا کرنے والا ہے۔ پس الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے ہم سب کو بغیر ہماری کسی نیکی کے یہ عظیم سعادت عطا فرمائی کہ

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے کی گئی پیشگوئی

کے ایک اور پہلو کو جو دراصل اس پیشگوئی کا مرکزی نقطہ ہے اُسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور اس دجال کے مقابل پر جس مسیح موعود کو کھڑا کیا گیا تھا اس کے غلاموں کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ غیر معمولی اوقات کے ان علاقوں میں پانچ باجماعت نمازیں بھی پڑھیں اور جمعہ کا دن بھی اس میں شامل ہو جائے اور تاریخ عالم کا پہلا باقاعدہ جمعہ ان غیر معمولی علاقوں میں ادا کیا جائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اس علاقے کی تاریخ سے متعلق مختصراً میں بتا دیتا ہوں کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں پہلے لاپ (SAMIE) قوم جو رینڈیئر پالنے والی ہے آباد تھی اور سب سے پہلے ۱۰۳۰ء میں یعنی آج سے ساڑھے نو سو سال سے بھی زائد عرصہ پہلے ہولی اُولاف (HOLY OLAV, DEN HELLIG) یعنی اُولاف جو ناروے کا بادشاہ تھا اور جس نے ناروے کو اکٹھا کیا ہے، اُسے ہولی اُولاف (HOLY OLAV) اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے عیسائیت کی خدمت تلوار سے کی ہے اور زبردستی مارکوٹ کر لوگوں کو عیسائی بنایا ہے۔ یہ عجیب قومیں ہیں ان کا دجل اس بات سے ہی خوب ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے اگر دفاع میں بھی جنگ کی ہو تو ساری دنیا میں شور مچا رکھا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ ظالموں کا نور ہے۔ یہ زبردستی دین بدلنے والا ٹولہ ہے اور عیسائیت کی تاریخ کو جانتے بوجھتے ہوئے نظرانداز کر دیتے ہیں کہ حقیقت میں اگر تلوار کے زور سے کوئی مذہب دنیا میں پھیلا ہے تو وہ عیسائیت ہے۔ ان کے جو بڑے بڑے ہولی (HOLY) بادشاہ ہیں، جن کا مقدس اولاف وغیرہ وغیرہ نام لیتے ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے اس غریب قوم کو تلوار کے زور سے عیسائی بنایا اور پھر ان کی اپنی زبان ان پر حرام کر دی۔ آج سے چند سال پہلے تک یعنی ایک دو دہاکے تک یہ اس علاقے میں اپنے ملک میں خود اپنی زبان بھی لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ یہ قانون کے خلاف تھا اور ۱۸۳۰ء سے لے کر پچھلے دہاکے تک یا دو دہاکے تک یہی قانون چل رہا تھا کہ لاپ ([illegible]) قوم سے تعلق رکھنے والا کوئی انسان اپنی زبان نہ پڑھ سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے اور اس طرح زبردستی ان کے مذہب کو تبدیل کیا گیا۔ ان قوموں پر اور بھی طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے لیکن مظالم ڈھانے والے HOLY بن کر ابھرے یعنی مقدس وجود بن کر اُبھرے کیونکہ انہوں نے عیسائیت کے نام پر یہ سارے مظالم کئے تھے۔ ان سب باتوں سے صرف نظر کر لیا جاتا ہے اور اسلامی تاریخ میں کہیں ظلم کا کوئی معمولی سا قصہ ان کو دکھائی دے تو اس کو اچھال کر سارے اسلام کا منہ کالا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس،

یہ بھی ایک دجل ہے جس کے مقابلہ کیلئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے

آج ہم یہاں تھوڑے سے ہیں۔ آج آپ دیکھیں گے کہ ان کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام یہاں عمارتوں پر کندہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کبھی یہ جگہ دریافت کی یا جو بعد میں آئے اور جنہوں نے کچھ کام کئے یا وہ بادشاہ جو اس ملک سے تعلق رکھنے والے تھے یا باہر سے آنے والے تھے وہ کس کس سن میں آئے ان کے نام بھی یہاں کندہ ہیں ان کی تصویریں بھی ہیں۔ مختصراً میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سب سے پہلے اس جگہ یعنی NORTH CAPE کو دریافت کرنے والا ایک انگریز تھا جس کا نام رچرڈ ٹانسلر RICHARD TANSLER تھا اس نے ۱۵۵۳ء میں یہ جگہ دریافت کی اس کے ساتھ [illegible] آدمیوں کا ایک قافلہ تھا۔ ان کے بُت ایک جگہ بنے ہوئے ہیں اور تاریخ لکھی ہوئی ہے کہ کب وہ لوگ آئے کس طرح آئے اور یہیں جہاں ہم اس وقت جمعہ ادا کر رہے ہیں اسی عمارت میں یہ تذکرے محفوظ کر لئے گئے ہیں۔ پہلا سیاح جو اپنے طور پر یہاں آیا ہے وہ اٹالین تھا۔ اس کا نام فرانسسکو نیگری (FRANSISKO NEGARI) تھا۔ یہ ۱۶۶۴ء میں آیا ہے پھر ایک فرانسیسی شہزادہ پرنس لوئی فلپ (PRINCE LUI PHILIP) جو اورلینز (ORLEANS) کا شہزادہ تھا۔ یہ ۱۷۹۵ء میں یہاں آیا۔ پھر ۱۲؍جولائی ۱۸۷۳ء کو ناروے کا بادشاہ پہلی بار یہاں آیا اس کا نام آسکر ثانی (OSCAR, DEN 2) تھا۔ پھر ۱۸۹۰ء میں پہلی بار یہ علاقہ TOURIST سیاحوں کے لئے کھولا گیا ہے اور ۱۹۰۷ء میں سیام کا ایک بادشاہ KING CHU LONG KLUNG کنگ چو لونگ کلون یہاں آیا اور اس طرح یہ وہ لوگ ہیں جن کی تاریخ یہاں محفوظ کی گئی ہے

آج ہم بھی ایک تاریخ بنا رہے ہیں

اس تاریخ کی زمین والوں کی نظر میں آج کوئی بھی اہمیت نہیں کوئی قدر نہیں لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کچھ تاریخیں ایسی ہیں جو زمین پر نہیں مگر آسمان پر محفوظ کی جاتی ہیں۔ ان تاریخوں میں سے اگر آپ دیکھیں تو بڑے بڑے انبیاء کی تاریخیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تاریخ بنائی اور اس زمانہ میں زمین پر جو چیزیں بھی تاریخ کی صورت میں کندہ ہوئیں ان میں موسیٰؑ کا نام آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایک تاریخ بنائی اور اس زمانہ میں زمین کے بادشاہوں نے جو تاریخ اپنی کتابوں میں یا لوحوں پر رقم کی اس تاریخ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی نام نشان، کوئی ذکر آپ کو نہیں ملے گا۔ پھر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تمام زمانے کی تاریخ بنائی

تمام انسانیت کی تاریخ کا آغاز کیا اور اس زمانہ کے بادشاہوں کے لوح و قلم نے اس تاریخ کو بھی بالکل نظر انداز کر دیا لیکن یہ وہ تاریخیں ہیں جو آسمان پہ لکھی گئیں

اور یاد رکھیں کہ جو تاریخیں آسمان پہ لکھی جاتی ہیں وہ ضرور زمین پر اتاری جاتی ہیں یہاں تک کہ زمین کی تاریخوں پہ غلبہ پا جاتی ہیں اور زمین کی تاریخوں کی سیاہیاں مدہم پڑنے لگتی ہیں یہاں تک کہ وہ تاریک اور مبہم ہو کر نظروں سے غائب ہونے لگتی ہیں اور دنیا کی تاریخ پر وہی تاریخ غالب آتی ہے جو آسمان پر لکھی جائے۔ پس دیکھو کہ آج حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی تاریخ ان تمام فراعنۂ مصر کی تاریخ پر غالب آگئی ہے۔ جو اپنے زمانہ کے بڑے بڑے جابر بادشاہ تھے جنہوں نے اتنا بھی ضروری نہ سمجھا کہ اپنے تذکروں میں کہیں موسیٰ علیہ السلام کا نام ہی لکھ چھوڑیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ دیکھیں۔ آپ کے بعد ۲۴ سال تک عیسائیت کا ذکر تک بھی کسی مؤرخ کے ہاں نہیں ملتا لیکن جب خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ عیسائیت کی تاریخ جو عیسیٰ علیہ السلام نے بنائی تھی وہ آسمان سے زمین پر اترے تو وہ اس شان سے اتری کہ تمام دنیا کے تمام براعظموں پر غالب آگئی اور آج عیسائیت کی تاریخ ہی وہ اہم ترین تاریخ ہے جو اس زمانہ سے تعلق رکھتی تھی۔ ایک وہ تاریخ ہے جس کا آغاز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور اس کے متعلق قرآن کریم کا یہ وعدہ ہے کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کہ یہ وہ تاریخ ہے، یہ وہ مذہب ہے جو تمام دنیا پر لازماً غالب آکر رہیں گے

یہی وہ تاریخ ہے جو باقی رہے گی جسے عزت اور فخر سے یاد کیا جائے گا۔

اور یہی وہ مذہب ہے جس نے تمام دنیا کے مذاہب پر غلبہ پانا ہے کوئی ایک مذہب بھی ایسا نہیں رہے گا جو اسلام کے سامنے کوئی حیثیت رکھتا ہو۔ یہ وہ تاریخ ہے جسے ہم از سر نو قلم کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں یہ تاریخ اس دنیا کے تاریخ دانوں کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن آسمان پر لکھی جا رہی ہے۔ پس یہ چھوٹا سا قافلہ جو آج یہاں آیا ہے اس دنیا کی نظر میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ لیکن میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ ایک زمانہ آئیگا جب یہ تاریخ آسمان سے زمین پر اترے گی اور ناروے کے لوگ ہی نہیں بلکہ دنیا کی دوسری قومیں بھی فخر سے ان دنوں کو یاد کریں گی کہ جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے مجاہدوں کا ایک چھوٹا سا قافلہ کل یہاں پہنچا اور آج یہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام بلند کر رہا ہے خدائے واحد کا نام بلند کر رہا ہے اور یہ جمعہ یہاں ادا کر رہا ہے پس اصل تاریخ تو وہی ہے جس کا تعلق خدا سے ہوا جو خدا کی باتیں کرنے والی تاریخ ہو۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ آتے ہیں اور نکل جاتے ہیں اور اکثر کے نام تاریخ میں نفرت سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مگر جو تاریخ آسمان سے اترا کرتی ہے اس تاریخ کو ہمیشہ محبت سے یاد کیا جاتا ہے۔ پس قرآن کو دیکھیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتا ہے یا دوسرے انبیاء کا ذکر کرتا ہے جن کو ان کی قوموں نے تحقیر کی نظر سے دیکھا اور ادنیٰ اور معمولی سمجھ کر ان کو مٹانے اور صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کی کوشش کی انہی کے نام ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ سلامتی کے ساتھ یاد کئے جائیں گے۔ ان پر سلام ہوگا۔ پہلوں پر بھی آخرین پر بھی۔ پس ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش کرنے والے آج کہاں ہیں جن کا دنیا میں کہیں عزت سے نام لیا جاتا ہو۔ اگر لیا جاتا ہے تو لعنتوں کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ان لعنتوں کے ساتھ جو نسلاً بعد نسلٍ ان کا اتباع کرتی کر پیچھی جا رہی ہیں گی۔ اور ایک ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کا نام ہمیشہ سلامتی کے ساتھ لیا جاتا ہے ایک موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا نام ہمیشہ سلامتی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا نام ہمیشہ سلامتی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اور سب سے آخر مگر سب سے بالا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں جن پر اربہا ارب انسان نسلاً بعد نسلٍ سلام بھیجتے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب آپ پر کروڑوں، اربوں، ان گنت سلام نہ بھیجے جا رہے ہوں آج ہم یہ عہد کر کے اٹھے ہیں کہ یہ سلام کا سلسلہ پھیلتا چلا جائیگا یہاں تک کہ روئے ارض پر محیط ہو جائے اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہ ہو اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ ہو جہاں ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام سلام کے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔ پس

ہم ناروے کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے ہیں۔

میں ناروے کی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کوشش کریں کہ ان علاقوں میں مقامی لوگوں سے رابطے پیدا کریں۔ وہ چھوٹے چھوٹے گاؤں جو یہاں ارد گرد آباد ہیں جو نہ گرمیوں میں یہاں سے جاتے ہیں نہ سردیوں میں۔ وہ روشنی کے وقت بھی یہیں رہتے ہیں اور اندھیروں کے وقت بھی یہیں رہتے ہیں۔ وہی ہیں جو اس زمین کے باشندے اور اس زمین کی اولاد ہیں۔ ان لوگوں میں نفوذ پیدا کریں اور ان سے تعلقات بڑھانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ ان میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو داخل کر دیں تو میں تمام جماعت عالمگیر کی طرف سے ناروے کی جماعت سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ کو توفیق نہ ہوئی تو ہم نارتھ کیپ کے علاقوں میں انشاء اللہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد بنائیں گے جو آج کے اس جمعہ کی یاد میں بنائی جائے گی۔ اور نارتھ کے علاقے میں یورپ کے سب سے آخری شمالی علاقے میں بنائی جانے والی پہلی مسجد ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن پہلی ہوگی آخری نہیں ہوگی۔ اور اس کے بعد مسجدوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگا۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ ناروے کی جماعت اس کوشش کو جلد تر پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہمیں اطلاع بھجوائے گی کہ ہم حاضر ہیں۔ آیئے اور یہاں خدائے واحد کی عبادت کے گھر بنائیں اور امید رکھتا ہوں بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ تمام جماعت عالمگیر یورپ کے آخری شمالی علاقے میں خدا کا پہلا گھر بنانے میں انشاء اللہ تعالیٰ ناروے کی جماعت کیساتھ پورا تعاون کریگی۔

اس ضمن میں اب میں آپ کے سامنے جماعت امریکہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان کی طرف سے مجھے یہ پیغام ملا ہے کہ آج یعنی جمعہ کے روز ان کے ہاں امریکہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے جس کی تاریخیں ۲۵۔۲۶۔۲۷ر جون مقرر کی گئی ہیں اگرچہ یہاں اس وقت اڑھائی بجے ہیں لیکن امریکہ میں ابھی صبح کا وقت ہوگا۔ یہ جمعہ براہ راست تو ٹیلی کاسٹ نہیں کیا جا سکتا لیکن بعد میں انشاء اللہ کسی وقت جبکہ سفر کے دوران جمعہ ٹیلی کاسٹ نہ ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ جمعہ دنیا میں ہر جگہ ٹیلی کاسٹ کیا جائیگا۔ اس لئے میں براہ راست ٹیلی کاسٹ پیغام کے ذریعہ تو ان تک نہیں پہنچ سکتا لیکن ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ امریکہ سے تعلق رکھنے والا پیغام ٹیلی فون کے ذریعہ ان تک پہنچا دیا جائے گا کیونکہ جب تک وہاں جمعہ شروع ہوگا اس وقت تک ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہاں یہ پیغام ریکارڈ کروا دیں گے۔

امریکہ کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل ترقی کر رہی ہے اگرچہ ترقی کی رفتار ابھی سُست ہے اور جیسا کہ مجھے امریکہ کی جماعت سے توقع تھی ویسی ترقی کے آثار ابھی پوری طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے خدا کے فضل سے گذشتہ چند سالوں میں نمایاں اضافہ ہے۔ اس پہلو سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ روحانی ترقی بھی ضرور ہو رہی ہو گی کیونکہ جماعت میں مالی قربانی کا ایک گہرا تعلق جذبۂ ایمانی سے ہے۔ کوئی اور وجہ نہیں کہ کوئی انسان اپنی محنت کی کمائی ہوئی دولت کو اس طرح دین کے لئے قربان کرے جب تک کہ اللہ کی محبت دل میں نہ ہو۔ جب تک دین کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم نہ ہو اور خدمتِ دین کا جذبہ پیدا نہ ہو انسان کی جیب سے اپنی محنت کے کمائے ہوئے پیسے آسانی سے نہیں نکلا کرتے۔ پس یہ ایک پیمانہ ہے لیکن اس پیمانہ کے پیچھے پیچھے اس روح کی تازگی کے آثار بھی تو ظاہر ہونے چاہئیں یعنی ایمانی لحاظ سے، عبادتوں کے لحاظ سے، خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے لحاظ سے امریکہ کی جماعت میں بھی ایک نمایاں ترقی کے آثار دکھائی دینے چاہئیں۔ ان کی ایک دوسری علامت ہے اور وہ یہ ہے کہ جو وجود صحت مند ہو وہ نشوونما ضرور پاتا ہے۔ مالی لحاظ سے قربانی ایک پہلا قدم ہے جس سے خوش آئند مستقبل کی اُمید پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اپنی ذات میں یہ کوئی بڑا مقصد نہیں ہے۔ ایک ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک ذریعہ مہیا کرنے والی بات ہے۔

اصل چیز تو تقویٰ ہے۔

اللہ کی محبت، عبادتوں میں ترقی کرنا ہے، خدمتِ دین میں آگے بڑھنا، اپنے وقت کو قربان کرنا اور اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ نشوونما پانا یہ وہ پہلو ہیں جن میں میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ ابھی بہت پیچھے ہے۔ امریکہ کی جماعت کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اپنے وقت کی قربانی نہیں دیتی اور جس طرح جماعت کو بڑھنا چاہئے اور نشوونما پانی چاہئے اس کا عشرِ عشیر بھی ابھی وہاں شروع نہیں ہوا حالانکہ وہاں ایسی قومیں موجود ہیں۔ جن قوموں کی طرف اگر جماعت رُخ کرے تو وہ اثر کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یعنی ذہنی اور نفسیاتی لحاظ سے اسلام کو قبول کرنے کی راہ میں ان کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے کوئی دقت نہیں ہے۔ وہ سفید فام امیر امریکن قوم جو آج دُنیا پر غالب ہے اور تمام دُنیا کو اپنے تابع سمجھتی ہے۔ زیرنگیں بنائے ہوئے ہے ان کا نفسیاتی ماحول ایسا ہے کہ بظاہر مشکل دکھائی دیتا ہے کہ جب تک تکبّر کے یہ حالات بدلیں نہیں جب تک تکبّر کا سر نگوں نہ ہو اس وقت تک وہ اسلام کے پیغام کو قبول کرنے کی اہلیت حاصل کر سکیں۔ لیکن وہاں کثرت کے ساتھ مظلوم بھی تو ہیں۔ کثرت کے ساتھ سیاہ فام قومیں بھی تو ہیں۔ کثرت کے ساتھ باہر سے آئے ہوئے دوسرے ملکوں کے باشندے بھی تو ہیں جو وہاں آباد ہو چکے ہیں اور امریکن بن چکے ہیں اور بدقسمتی کے ساتھ بڑی تیزی اور سُرعت کے ساتھ وہ امریکن کلچر سے مرعوب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور کلچر کے نام پر جب ان کو امریکہ میں غالب سوسائٹی کے ساتھ مدغم کر لیا جاتا ہے تو اس سے ان کے دین کو شدید نقصان پہنچتا ہے اور اکثر قومیں ایسی ہیں جن کو اب دین کی پرواہ بھی کوئی نہیں رہا۔ وہ امریکہ جا کر اس لئے آباد نہیں ہوئیں کہ انہوں نے کوئی اعلیٰ مقاصد کو سرانجام دینا تھا۔ بڑی تعداد میں ایسے سیاہ فام افریقن ہیں جو آج نہیں بلکہ کئی نسلوں سے بعض سینکڑوں سال سے امریکن بن چکے ہیں لیکن ان کے اوپر تو یہ مصرعہ صادق آتا ہے کہ ؎

لائے خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

ان بیچاروں کو تو اختیار کوئی نہیں تھا۔ ان کو قیدی بنا کر ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں امریکہ جبراً بھیجا جاتا تھا اور نہایت دردناک حالات میں ان سے غلامی کے کام لئے جاتے تھے۔ میں نے افریقہ کے سفر میں غانا میں وہ غاریں دیکھی ہیں جو قیدخانوں کے طور پر استعمال ہوتی تھیں۔ افریقن آزاد باشندوں کو پکڑ کر زبردستی غلام بنا کر ان کے اندر ٹھونسا جاتا تھا۔

بلیک ہول (BLACK HOLE) کا نام آپ نے سُنا ہوا ہے کہ ہندوستان میں اتنے آدمیوں کو زبردستی بلیک ہول میں بند کر کے ظالمانہ حالت میں رکھا گیا لیکن وہ بلیک ہول جو میں دیکھ کر آیا ہوں وہ ایسا خوفناک ہے کہ وہاں کے جو تاریخ کے ماہر لوگ تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ بڑی بھاری تعداد میں لوگ سانس کی گھٹن سے اس قیدخانہ میں مرجایا کرتے تھے۔ خارج ہونے کی کوئی جگہ نہیں۔ کھانے کی کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح مرغیوں کو ڈربے میں دو چار دن بند کر دیا جاتا ہے تو وہ زندہ نکل آتی ہیں اسی طرح وہ لوگ جتنے بچیں گے اُتنے ہی کافی ہیں اور اتنے دردناک حالات ہیں کہ ان جگہوں کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر جن جہازوں پر لاد کر ان کو امریکہ بھجوایا جاتا تھا ان جہازوں میں ایک بڑی تعداد فاقوں سے یا بیماریوں سے سسکتی سسکتی مر جایا کرتی تھی اور کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں تھا۔ چونکہ مفت کی کمائی تھی اس لئے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اگر ہزار بھیجا پہنچیں گے تو دو سو تو پہنچیں گے۔ وہی بڑی نعمت ہو گی۔ وہی ان کے لئے دولت کمانے کا ایک ذریعہ بن جایا کرتا تھا اور یہ کاروبار ایک بہت لمبے عرصہ تک اس زمانے میں ہوا ہے جسے یہ CIVILIZED زمانہ کہتے ہیں۔ اس زمانے میں ہوا ہے جسے یہ انسانی تہذیب کے اور انسانی تمدن کی ترقی کا زمانہ کہتے ہیں۔ لاکھوں بلکہ اگر کروڑوں کہا جائے تو بعید نہیں کیونکہ پھر ان غلاموں کے بچے بھی غلام رہے، پھر ان کے بچے بھی غلام رہے۔ پس عملاً آخرکار اس تعداد کو اگر کروڑوں شمار کیا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ کروڑوں کی تعداد میں زبردستی غلام بنا کر ظالمانہ کام لئے گئے اور یہ قومیں اسلام پر ہنستی ہیں۔ اسلام کی غلامی کی تعلیم کا تذکرہ کرتی ہیں اور اس کا مذاق اُڑاتی ہیں۔ دجل کی عجیب کیفیت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام عالم پر ایک احسان فرمایا ہے۔

جب یہ بتایا کہ دجال کون ہو گا۔ کیسے ظہور کرے گا، کہاں کہاں اس کا اثر پہنچے گا۔ کس طرح اس کو پہچاننا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ کوئی نبی دُنیا میں نہیں آیا جو دجال کے فتنے سے اپنی قوم کو ڈرا کر نہ گیا ہو۔ پس آج وہ فتنے کا زمانہ ہے جس میں ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ امریکہ کی جماعت کو چاہئے کہ اس تاریخ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان مظلوموں تک پہنچیں جو ان ظالموں کے ظلموں کا نشانہ بنے جنہوں نے عیسائیت کے نام پر دُنیا پر حکومتیں قائم کی ہیں۔ آج ہم نے جو بدلہ لینا ہے وہ وہ بدلہ نہیں جو عرفِ عام میں اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یعنی ظلم کا بدلہ ظلم سے لینا۔ ہم نے ظلم کا بدلہ عفو اور اصلاح سے لینا ہے۔ ان قوموں کی طرف رحمت کی توجہ کرنی ہے۔ انہیں انتقام پر نہیں اُبھارنا۔ ان قوموں کا انتقام یہی ہے کہ یہ خدا والی قومیں بن جائیں اور آسمان پر ان کے نام لکھے جائیں اور اس تاریخ کا حصہ بن جائیں جو جاودانی تاریخ ہو جایا کرتی ہے۔ ان قوموں کی بقا کا اور کوئی علاج ہمارے پاس نہیں اور نہ سوچا جا سکتا ہے۔ پس ایک ہی علاج ہے۔ ایک ہی احسان ہے جو آپ ان پر کر سکتے ہیں کہ ان کو اسلام میں اور حقیقی اسلام میں داخل کریں۔ اگر آج امریکہ کی سیاہ فام قومیں حقیقی اسلام میں داخل ہوں جو انتقام اور INFERIORATY COMPLEX احساسِ کمتری سے عاری ہوتا ہے۔ حقیقی اسلام میں احساسِ کمتری کے لئے کوئی جگہ، کوئی گنجائش باقی نہیں۔ حقیقی اسلام تو سروں کو بلند کرتا ہے۔ حقیقی اسلام میں قومی انتقاموں کی کوئی گنجائش نہیں۔ حقیقی اسلام تو وہ ہے جو قوموں کے ظلم وستم کی تاریخوں کو یکسر مٹا ڈالتا ہے۔ انسانیت کا ایک نیا آغاز کرتا ہے جس کا آغاز محبت اور بھائی چارے پر ہوتا ہے۔ دیکھو عربوں میں بھی تو کتنی لمبی ظلم وستم کی داستانیں رائج تھیں۔ ایسی جنگیں تھیں جو دو دو سو سال تک لڑی گئیں۔ ایسے قبائل تھے جو دوسرے قبیلے کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر ایک قبیلے کا آدمی غلطی سے دوسرے قبیلے میں چلا جاتا تھا تو وہ لازماً قتل کر دیا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدم نے وہ ساری آگ ٹھنڈی کر دی۔ رحمۃ للعالمین کے ایک قدم نے انتقام کے جذبہ کو بڑھا کر نہیں بلکہ انتقام کے جذبے کو مٹا کر اس آگ کو رحمت کے پانی سے بجھا کر عرب کی کایا پلٹ کے رکھ دی۔ پس یہ وہ تبدیلی ہے جس کی امریکہ کی سیاہ فام قومیں آج محتاج ہیں۔ اس تبدیلی کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتیں۔ اس تبدیلی کے بغیر وہ اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل نہیں کر سکتیں۔ پس اہلِ امریکہ کو آپ نے اگر دُنیا میں باقی رکھنا ہے تو ان کے ایک حصہ کو اسلام میں داخل کریں اور

اسلام کی اعلیٰ اقدار ان میں جاری کریں۔

امریکہ کی وہ تمام مظلوم قومیں یا باہر سے آنے والی قومیں جو آئی ہوں یا لائی گئی ہوں، دُنیا کمانے کے لئے آئی ہوں یا دُنیا کمانے کی خاطر زبردستی لائی گئی ہوں ان سب قوموں کا حل اسلام میں ہے اور حقیقی اسلام میں ہے۔ پس امریکہ کی جماعت کے لئے اتنے بڑے وسیع میدان موجود ہیں اور اس کے باوجود وہ خاموش بیٹھے ہیں اور زیادہ سے زیادہ جو خوشخبری ملتی ہے کہ اس سال ہمارے ایک سو احمدی ہو گئے، ڈیڑھ سو احمدی ہو گئے اور ساری جماعت اس پر فخر کرتی ہے۔ اس پہلو سے تو فخر بجا ہے کہ ایک سَو کو ہلاکت سے بچا کر ہمیں اسلام کے رحمت کے سائے میں داخل کرنے کی توفیق ملی لیکن جو کام ہے وہ تو بہت بڑا ہے اس کے مقابل یہ گنتی قابلِ فخر تو نہیں قابلِ شرم ہونی چاہیئے۔ اس لئے حیرت انگیز نئی تبدیلیاں پیدا کریں۔ حیرت انگیز نئے منصوبے بنائیں۔ حیرت انگیز طریق پر کامل اخلاص کے ساتھ اور حکومت کے ساتھ مسلسل محنت کے ساتھ مسلسل نظر رکھتے ہوئے ان منصوبوں پر عملدرآمد کریں تب ہم کہہ سکیں گے کہ امریکہ کے مستقبل کے لئے کوئی نیک آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کئے تو ان کے بغیر آپ کی مالی قربانیاں آپ کو بچا نہیں سکیں گی۔ آپ کی اولادیں آپ کے ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ یہ معاشرہ بڑا زہریلا اور بڑا طاقتور معاشرہ ہے جس نے بڑی بڑی قوموں کو اپنے اندر جذب کر کے فنا کر کے رکھ دیا ہے۔ ان کا نہ دُنیا رہنے دی ہے نہ ان کا دین رہنے دیا ہے۔ ان کی تاریخیں مٹا ڈالی ہیں۔ پس کلچر اور معاشرے کے نام پر اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں اس کے مقابلے کے لئے پوری بیدار مغزی کے ساتھ آنکھیں کھول کر خود تیار ہوں۔ اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں اور تیزی کے ساتھ اپنی تعداد بڑھائیں۔ کیونکہ کلچر کے حملوں کے مقابل پر معمولی تعداد کے لوگوں کے لئے بچنے کے امکانات بہت کم ہوا کرتے ہیں۔ پھیلنے والے بچا کرتے ہیں۔ بڑھنے اور نشوونما پانے والے بچا کرتے ہیں۔ وہ درخت جو کونپلیں نکالتا ہے اس پر خزاں حملہ نہیں کر سکتی۔ جس کی کونپلیں نکلنی بند ہو جائیں وہ خزاں کا شکار ہو جاتا ہے۔ پس حقیقت میں بیماری اندر سے ہے جو باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ بہار بھی درختوں کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور خزاں بھی ان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ پس اپنے اندر بہار پیدا کریں۔ وہ بن جائیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ؎

اِک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں ☆ مولا کے یار ہوویں حق پر نثار ہوویں

ایسے بنیں گے تو آپ بھی زندہ رہیں گے اور امریکہ کی بقا کے لئے بھی آپ ہی سامان پیدا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

بالآخر اس سے کہ میں اس پیغام کو ختم کروں میں مختصراً آپ کو ایک اور قوم کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا ایک معمولی حصہ امریکہ میں پناہ گزین ہوا ہے اور وہ ہمارے مظلوم مسلمان بوسنین بھائی ہیں۔ آج کی

پچھر حاضر کی تاریخ میں کوئی قوم ایسی نہیں جس پر ایسا ظلم کیا گیا ہو جیسا بوسنین پر ظلم کیا گیا ہے

اور جس ظلم میں تمام یونائیٹڈ نیشنز شامل ہو گئی ہیں کیونکہ امریکہ کی غلامی میں آج یونائیٹڈ نیشنز صرف امریکہ کا ایک بیان دینے والا نمائندہ بن چکی ہے۔ اور یونائیٹڈ کے فیصلوں کے تابع یہ مسلسل ظلم ہو رہے ہیں جو بوسنینز پر کئے جا رہے ہیں۔ ایک قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹایا جا رہا ہے۔ اور ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ مسلمان ہیں ورنہ یورپ کی کوئی اور قوم اگر بوسنین کی جگہ ہوتی جو عیسائی ہوتی یا دہریہ ہوتی تو ناممکن تھا کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا۔ پس جس ظالمانہ طور پر ان کو مٹایا جا رہا ہے جس طرح ان کے مردوں، عورتوں اور بچوں پر مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ اس کی مثال ہٹلر کے زمانہ میں کچھ دکھائی دیتی ہے اس کے علاوہ انسانی تاریخ میں کم دکھائی دے گی۔ قتلِ عام تو بہت ہوئے ہیں۔ ہلاکو خان نے بھی قتلِ عام کئے۔ چنگیز خان نے بھی قتلِ عام کئے اور بھی بہت بڑے بڑے بادشاہ تھے جنہوں نے مشرق و مغرب میں قتلِ عام کئے لیکن جن مظالم کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ قتلِ عام سے بہت بڑھ کر ہیں۔ مظلوم معصوم عورتوں پر جس قسم کی زیادتیاں کی گئی ہیں، معصوم بچوں کو جس طرح آگ میں جلایا گیا ہے یا دیواروں سے سر مار مار کر ان کے پرخچے اُڑائے گئے ہیں۔ ایسے ایسے خوفناک اذیتناک مظالم ہیں کہ ان کا تصور عصرِ حاضر میں تو درکنار ازمنۂ گذشتہ میں بھی ممکن نہیں وہاں بھی کبھی آپ کو ایسے خوفناک مظالم کی تاریخ دکھائی نہیں دے گی۔ شاید کہیں شاذ کے طور پر ایسے واقعات ہوئے ہوں مگر اس متمدن دُنیا میں اس مہذب دنیا میں جسے مہذب کہا جاتا ہے، اس دنیا میں جہاں کہا جاتا ہے کہ تہذیب و تمدن اپنے عروج پر ہیں ان سب قوموں کی آنکھوں کے سامنے ایسے دردناک مظالم توڑے جا رہے ہیں جو جانوروں کی دُنیا میں بھی دکھائی نہیں دیتے۔ یہ وہ مظلوم قوم ہے جس کے چند افراد آج امریکہ میں بھی آباد ہیں۔ میں تمام جماعت احمدیہ امریکہ کو کہتا ہوں کہ اپنی توجہات میں اوّلیت اس بات کو دیں کہ

اپنے مظلوم بوسنین بھائیوں سے محبت کا سلوک کریں،

انہیں اپنائیں، انہیں اپنے خاندانوں کا حصہ بنائیں۔ ان کی ہر طرح خدمت کریں۔ ان کے دین کو بھی بچائیں۔ ان کے کلچر کو بچائیں۔ ان کو بتائیں کہ اگر آج تم نے مغربی دنیا کی ظاہری چرک دمک سے متأثر ہو کر ویسے ہی رنگ اختیار کر لئے تو پھر دُنیا میں بوسنیا کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ بسا اوقات ایسا ہوا کرتا ہے کہ ایک ملک کے باشندے زبردستی اپنے وطن سے بے وطن کر دیئے جاتے ہیں اور اس وطن میں ان کا کوئی ایک شخص بھی باقی نہیں رکھا جاتا لیکن اگر ان کے دلوں میں اپنا وطن زندہ رہے، اگر اس وطن کو دوبارہ حاصل کرنے کی تمنا ان کے دلوں میں زندہ رہے، وہ ارادے مضبوطی کے ساتھ ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکے ہوں تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل گزر جاتی ہے اور دوسری کے بعد تیسری گزر جاتی ہے اور تیسری کے بعد چوتھی نسل گزر جاتی ہے۔ صدیوں کے بعد صدیاں گزر جاتی ہیں۔ لیکن وہ قومیں جو یہ فیصلہ کر چکی ہیں کہ ہم نے اپنے وطنوں کو اپنے سینوں میں زندہ رکھنا ہے اور ضرور حاصل کر کے چھوڑنا ہے تو ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض دفعہ ۲،۲ ہزار سال کی مدت گزرنے کے بعد انہوں نے ان وطنوں کو پھر حاصل کیا ہے۔ یہود سے نفرت کی تعلیم تو عام مسلمان دوسرے مسلمانوں کو دیتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ ان کا تعلق رحمۃ للعالمین سے ہے، بھول جاتے ہیں کہ یہود کو اسلام میں داخل کرنا ان کا اوّلین فریضہ ہے نہ کہ محض نفرت کی تعلیم دینا لیکن ان کی خوبیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ فلسطین سے ان کو نکالے ہوئے تقریباً دو ہزار برس گزر گئے یا یوں کہنا چاہیئے کہ انیس سو برس گزر چکے تھے لیکن نسلاً بعد نسلٍ انہوں نے ایک دوسرے کو یہی تعلیم دی اور اس یاد کو زندہ رکھا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا وطن ہمارے سینوں میں زندہ رہے گا۔ ہمارا وطن ہمارے دماغوں میں زندہ رہے گا۔ جب تک ہم فلسطین کو اپنی قوم کے لئے دوبارہ حاصل نہیں کر لیں گے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے اس کے لئے مسلسل منصوبے بنائیں گے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ان کے منصوبے عیارانہ تھے۔ ان کے منصوبوں میں مکاری تھی۔ مجھے تسلیم ہے کہ ان کے منصوبوں میں ظلم کا پہلو شامل تھا لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فلسطین کو اپنے سینوں میں زندہ رکھا تو دیکھیں کہ کس طرح ۱۹۰۰ سال کے بعد ان کو یہ توفیق ملی کہ وہ پھر اپنے وطن میں دوبارہ چلے گئے۔ پس بوسنین (BOSNIANS) کو یہ بتائیں کہ ہم ۱۹۰۰ سال کے لمبے عرصوں کی بات نہیں کر رہے۔ ہم خدا سے یہ دُعا کریں گے اور توقع رکھیں گے کہ ہماری دُعاؤں کے طفیل آپ کے ہجرت کے دن کٹ جائیں اور چھوٹے ہو جائیں لیکن آپ کو لازماً یہ عہد کرنا ہو گا کہ وہ بوسنیا جس کی سرزمین آپ کے پاؤں تلے سے نکال دی گئی ہے، جس سے آپ کو بے وطن کر دیا گیا ہے اب آپ کے دلوں میں زندہ رہے گا۔ آپ کے دماغوں میں زندہ رہے گا۔ آپ کے کردار میں زندہ رہے گا۔ اگر ایک بھی ایسا بوسنین باقی ہے جس کے دل اور ذہن اور جس کے کردار میں بوسنیا زندہ ہے تو خدا کی قسم اُس ایک کو بھی ہماری دُعاؤں سے برکت ملے گی اور بوسنین کے لئے دوبارہ اپنے وطن واپس جانے کے سامان

قسط نمبر ۲

اصحٰب الکہف والرّقیم

گزشتہ حالات اور آئندہ کی پیشگوئیاں

از پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم ربوہ

خاکسار کا درج ذیل مضمون اصحاب الکہف والرقیم کے حالات و واقعات کو سمجھنے کے لئے ایک علمی کاوش کے طور پر ہے ضروری نہیں کہ ہر بات میں نتیجہ قطعی طور پر وہی درست ہو جو اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے ۔ خاکسار ۔ پروفیسر بشارت الرحمٰن ۔ ربوہ

۲ اصحاب الکہف والرقیم کا گروہ قدیم

علماء سلف نے اصحاب الکہف والرقیم کی مختلف تشریحات کی ہیں ۔ ان میں سے ایک سب سے زیادہ قابل و مدلل تشریح وہ ہے جو سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر ۔ "تفسیر کبیر" میں فرمائی ہے ۔

آپ کی تشریح کا خلاصہ یہ ہے کہ اصحٰب الکہف وہ ابتدائی زمانہ کے مؤحد عیسائی تھے جنہیں اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر بے پناہ ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا ۔ مختلف زمانوں میں یہ مختلف گروہ تھے جو یکے بعد دیگرے عیسائیت کے ابتدائی تین سو سال تک گزرے ہیں جب مشرکین کے مظالم کی بنا پر ان کا امن و امان سے شہروں میں رہنا ناممکن ہوتا تو یہ بے چارے شہروں کے قریب قبرستانوں کی غاروں میں پناہ لیتے ۔ ایسی زمین دوز غاریں یہ خود بناتے جن کی کئی کئی منزلیں ہوتیں ۔ جن کے راستے بھول بھلیاں کی قسم کے تھے ۔ ایسی زمین دوز غاروں کے کھنڈرات اس وقت بھی اٹلی کے مرکزی شہر روم (ROME). مصر کی بندرگاہ سکندریہ کے نواح میں ۔ مالٹا اور سسلی کے جزائر میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔ روم میں بعض بادشاہ ان پر انسانیت سوز ظلم توڑتے تھے مثلاً قیصر روم نیرو تو ان مظالم میں حد سے بڑھ گیا ۔ اپنے محل کے چاروں کونوں پر وہ ایک ایک موحد عیسائی کو بیک وقت زندہ جلاتا تھا ۔ انہیں (انسانی موم بتیاں) HUMAN TORCHES کا نام دیا جاتا تھا ۔ پھر جب کوئی نرم دل بادشاہ برسراقتدار آتا تو یہ بے چارے پھر اپنی غاروں سے نکل کر شہر میں آباد ہوتے

اصحاب کہف والرقیم کا سب سے معروف گروہ وہ تھا جو تیسری صدی کے اواخر میں روم کی غاروں میں زندگی بسر کرتا تھا ۔ قرآن کریم نے زیادہ معروف دو گروہوں کا ذکر کیا ہے ۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ
اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا
اَمَدًا ؕ

(الکہف ۱۳)

دو سب سے معروف گروہ کونسا تھا اس کی تحقیق و تشریح کو ہم فی الحال معرض التواء میں رکھتے ہیں ویسے تو کئی گروہ تھے جو مختلف زمانوں سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے سب سے زیادہ معروف و نمایاں دو گروہ تھے جن میں سے ایک مذکورہ بالا تیسری صدی کے آخر کا روم کی زمین دوز غاروں (CATA COMBS OF ROME) میں رہنے والا گروہ تھا اور قرآن کریم کا بیان سب سے بڑھ کر اسی پر پورا اترتا ہے ۔ قارئین جو ان کے تاریخی کوائف سے دلچسپی رکھتے ہوں وہ "تفسیر کبیر" تفسیر سورہ کہف میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان فرمودہ تحقیق کا مطالعہ کریں اس مضمون میں صرف دو امور کا ذکر کیا جائے گا ایک ان کے کہف یعنی وسیع پناہ گاہ کا محل وقوع دوسرے اس کہف میں ان کی مدت قیام کی مدت ۔

الکہف کا محل وقوع

اس بارہ میں قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں:

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا
طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ
وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ
فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ

(الکہف : ۱۸)

یعنی (اے مخاطب) تو سورج کو دیکھتا ہے کہ جب وہ چڑھتا ہے تو ان کی جائے پناہ سے دائیں طرف کو ہٹ کر گزرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو ہٹ کر گزرتا ہے اور وہ اس غار کے اندر ایک فراخ اور وسیع جگہ میں رہتے تھے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ "تفسیر کبیر" میں تحریر فرماتے ہیں :-

اس آیت میں غار کا مقام بتایا گیا ہے آیت میں جو علامات بتائی گئی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ قوم اونچے شمالی علاقے میں بسنے والی تھی کیونکہ جب شمال کی طرف جائیں اور مشرق کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوں تو سورج دائیں طرف رہتا ہے اور جب جنوب میں آئیں (یعنی جنوبی نصف کرۂ زمین میں ۔ ناقل) اور مشرق کی طرف منہ کریں تو بائیں طرف رہتا ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس غار کا منہ شمالی مغرب کی طرف رہتا ہے ۔ جو عمارت شمالی رخ ہوگی اس سے سورج دائیں سے بائیں کو ہی گزرے گا فجوۃ سے پتہ لگتا ہے کہ اندر وسیع علاقہ تھا چنانچہ ان غاروں کے دیکھنے سے تصدیق ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ وہ بہت ہی وسیع جگہ ہے بعض نے اس کی گلیوں اور اوپر نیچے کے تہ خانوں کا مجموعی اندازہ ۸۷۰ میل تک لگایا ہے (حضور رضی اللہ عنہ یہاں ROME کے کیٹا کومبز کا ذکر کر رہے ہیں ۔ ناقل) یعنی اگر سب گلیوں اور کمروں کو ایک دوسرے کے آگے رکھتے چلے جائیں ۔ اور یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ وہاں روشنی بہت کم پڑتی تھی (کہ) لوگ پکڑے جاتے ۔ انہوں نے غار کو ایسی طرز پر بنایا کہ ہوا بھی آئے اور ان کا پتہ بھی نہ لگے چنانچہ سینٹ جیروم چوتھی صدی (عیسوی ۔ ناقل) میں لکھتا ہے کہ وہ کمرے اس قدر تاریک ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے ۔ کہیں سے عمارت پھٹی ہوئی ہو تو سورج کی کوئی شعاع پڑ سکتی ہے ورنہ نہیں ۔

اس کی (یعنی کہف کی ۔ ناقل) جائے وقوع بتانے سے یہ مقصد تھا کہ شمال میں مسلمانوں کا کوئی دشمن ہے مسلمان اس سے ہوشیار رہیں مگر مسلمانوں کی غلطی ہے کہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور پھر مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ میں یہ بتایا ہے کہ ہم نے اشارہ تو کر دیا ہے مگر سمجھ وہی سکتا ہے جو ہدایت پر ہو یعنی ان قوموں سے جو دوستانہ سلوک کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور جو آپس میں اتفاق کریں گے کامیاب ہوں گے مگر مسلمانوں نے آپس میں لڑائیاں کیں لیکن روم کے بادشاہوں سے صلح رکھی سوائے ابتدائی زمانہ کے کہ جب رومی بادشاہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ کی خبر پا کر اسلامی مملکت پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

نے اسے لکھا کہ ہوشیار رہنا ہمارے آپس کے اختلاف سے دھوکہ نہ کھانا اگر تم نے حملہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جو پہلا جرنیل تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا وہ میں ہوں گا۔

اس کے برعکس جب مسلمان اسلام سے دور جا پڑے تو بغداد کے بادشاہوں نے سپین کو (یعنی سپین کی اسلامی حکومت کو) نقصان پہنچانے کے لئے مشرقی رومی حکومت سے جو بار نطینی حکومت کہلاتی تھی صلح کی۔ اور سپین کے بادشاہوں نے بغدادی حکومت کے خلاف مدد لینے کے لئے پاپائے روم کو تحفے بھیجے اور اس سے صلح کی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون اس نقطہ کی طرف مجھے قرآنی حروف مقطعات المر آ نے توجہ دلائی اور مسلمانوں کی دردناک اور عبرتناک غلطی مجھے معلوم ہوئی۔"

(تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر سورۂ کہف صفحہ ۴۳۰ جلد چہارم)

الرقیم کے معنی لکھی ہوئی تحریر کے ہیں کیونکہ یہ اصحاب کہف غاروں میں پناہ لیتے تھے اور وہ اپنی غاروں کے منہ یعنی دروازوں پر مختصر سی تحریریں لکھتے تھے یا بعض تصویریں کندہ کرتے تھے۔ اکثر غاروں پر حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے مچھلی کے واقعہ کی تصویر کندہ کی گئی ہے کیونکہ حضرت مسیح نے انجیل میں اپنے انجام کے واقعہ کو حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ سے تشبیہ دی ہے۔ جیسا کہ فرمایا

"اس زمانے کے برے اور زنا کار لوگ، نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

(متی باب ۱۲ آیت ۳۹، ۴۰)

ان کتبوں سے جو کیٹا کومبز میں لگے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مسیحیوں میں شرک نہیں تھا۔ ان کتبوں میں کوئی لفظ شرک کا نہیں۔ مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں بلکہ محض ایک گڈریا کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔ ان کی والدہ کے سر پر کوئی غیر معمولی عزت کا نشان نہیں ملتا زیادہ تر یونس نبی کے واقعہ کو اور حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے آخر میں جو کبوتر اس بات کی خبر لایا تھا کہ پانی ہٹ کر زمین ننگی ہو گئی ہے اس واقعہ کو تصویروں میں دکھایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامہ قدیم کو ان لوگوں نے نہیں چھوڑا تھا اور مسیح کو صرف ایک نبی اور روحانی گڈریا خیال کرتے تھے۔"

(کیٹا کومبز کے واقعات کے لئے دیکھو: انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا دی کیٹا کومبز ایٹ روم مصنفہ نجیمن سکارٹ اور ڈاکٹر میڈ لینڈ کی کتاب وغیرہ)

خلاصہ کلام یہ کہ اصحاب کہف کے واقعہ میں مسیحیوں کے ابتدائی زمانہ کو پیش کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ مسیحی قوم کی ابتداء تو اس طرح ہوئی تھی کہ وہ بت پرستی کے خلاف جہاد کرتے تھے اور شرک سے بچنے کے لئے انہوں نے صدیوں تک بڑی بڑی قربانیاں دیں لیکن انتہا اس طرح ہوئی کہ اصل دین کا کوئی نشان بھی اب مسیحیوں میں نہیں پایا جاتا ہے۔

(دیکھیں تفسیر کبیر "تفسیر سورۃ الکہف تفسیر آیت زیر بحث یا تفسیر کبیر طبع اوّل جلد سوم صفحہ نمبر ۲۴۳)

الرقیم کا لفظ ان کتبوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ان مظلوم موحد ابتدائی عیسائیوں نے اپنی غاروں کے موہنوں پر کندہ کئے ہوئے تھے اور ان کتبوں اور تصویروں کا اس لئے الگ ذکر کیا گیا ہے کہ ان سے شرک کی نفی ہوتی ہے اور عیسائیت کی موجودہ شکل صرف بعد کی ایک جھوٹی اختراع ثابت ہوتی ہے۔

اس کے بعد ہم اصحاب کہف کے اس پہلے گروہ جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متبعین تھے اور خدا کو واحد ولا شریک مانتے تھے کی اپنی وسیع پناہ گاہ میں مدت قیام کا ذکر کرتے ہیں۔

ابتدائی اصحاب کہف کی اپنی پناہ گاہوں میں قیام کی مدت

سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کی مدت قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَلَبِثُوْا فِیْ کَہْفِہِمْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝

(الکہف: ۲۶، ۲۷)

یعنی اور (لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) وہ اپنی اس وسیع پہاڑی پناہ گاہ میں تین سو سال تک رہے تھے اور (اس عرصہ پر) نو (سال) انہوں نے اور بڑھائے تھے تو (انہیں) کہہ (کہ) جو (عرصہ) وہ ٹھہرے رہے تھے اسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے غیب (کا علم) اسی کے لئے (مسلّم) ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں قدیم اصحاب کہف کی مصیبتوں کا زمانہ بتایا ہے جس زمانے تک کہ ان پر ظلم ہوتے رہے اور ان پر ظلم ہوتے رہے اور ان کو بار بار غاروں میں جا کر چھپنا پڑا۔ فرماتا ہے کہ وہ تین سو نو سال کا زمانہ ہے۔ تاریخ سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ یہ مصائب کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پانے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور پورا امن کانسٹنٹائن (بانی قسطنطنیہ) کے عیسائی ہو جانے کے وقت حاصل ہوا ہے کانسٹنٹائن تین سو سینتیس ۳۳۷ء عیسوی میں عیسائی ہوا ہے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۵ صفحہ ۹۷)

بظاہر یہ زمانہ قرآنی بیان کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جب ہم مسیحی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اصل سال جس میں کانسٹنٹائن بادشاہ روم عیسائی ہوا ۳۳۹ء ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ خود مسیحی جغرافیہ نویسوں نے تسلیم کیا ہے کہ مسیحی کیلنڈر میں غلطی ہو گئی ہے چنانچہ آرچ بشپ اشرز (USHERS) نے اپنی کتاب علم تاریخ (CHRONOLOGY) میں اور ڈاکٹر کٹو (KITTO) نے اپنی کتاب "ڈیلی بائیبل السٹریشنز" میں ثابت کیا ہے کہ جو تاریخ مسیحی کیلنڈر میں واقعہ صلیب کی دی گئی ہے وہ غلط ہے اور یہ غلطی ۵۲۷ء میں لگی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ (یعنی واقعہ صلیب سے ناقل) صرف چار یا چھ سال پہلے مسیح پیدا ہوئے تھے پس اس وقت ان کی عمر صرف چار سے چھ سال تک ہوتی ہے لیکن وہ صلیب پر ۳۳ سال کی عمر میں لٹکائے گئے تھے اب اس بیان کے مطابق اگر چار اور چھ کی اوسط نکال لی جائے تو پانچ بنتی ہے چونکہ مسیح کو صلیب تینتیسویں سال میں دیا گیا تھا۔ اس لئے مسیحی سن میں سے اٹھائیس ۲۸ سال منہا کرنے پڑیں گے چونکہ مسیحی کیلنڈر سے اٹھائیس ۲۸ سال بعد صلیب کا واقعہ ہوا ہے۔ اب اٹھائیس سال کو ۳۳۷ء میں سے نکالو تو پورے ۳۰۹ سال ہوتے ہیں۔ یہ تو مسیحی روایات کو صحیح تسلیم کر کے ہے ورنہ اگر یہ شہادت نہ بھی ہو تب بھی قرآن کریم جس کی سب خبریں بائیبل کے مقابل میں صحیح ثابت ہوتی ہیں اس کی بات کو بہر حال مقدم رکھنا ہوگا۔"

(تفسیر کبیر زیر تفسیر آیت سورۂ کہف آیت نمبر ۲۶)

اس مضمون کے شروع میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ ازمنہ گزشتہ کے مفسرین کرام نے اس آیت میں ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ کے مخالف

معنے کئے ہیں۔ ۳۰۰ سال بھی کئے ہیں ۳۰۰ مہینے بھی کئے ہیں اور مذکورہ بالا توجیہہ کی رُو سے ۳۰۰ سال کے معنے بالکل تاریخ کے مطابق ثابت ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے گذشتہ اصحاب کہف کا کوئی ایسا گروہ بھی ہو جس پر ۳۰۰ مہینے یعنی ۲۵ سال والے معنی پورے اترتے ہوں اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں فرمایا کہ۔

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی ان کی اپنی وسیع جائے پناہ میں مدت کے قیام کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ زمین و آسمان کے غیب کا اسی کو علم ہے اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اصحاب کہف کے سلسلہ میں اور واقعات بھی ہونے والے ہیں جو غیب سے تعلق رکھتے ہیں اور انشاء اللہ آگے چل کر بیان ہو گا کہ اصحاب کہف و الرقیم کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جس نے قرآن کریم کے نزول کے بعد ظاہر ہونا تھا اور جس پر ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ کے پچیس سال والے معنے بالکل پورے اترتے ہیں۔ انشاء اللہ اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی مدت قیام کو ایسے الفاظ میں بیان کیا جن کے کئی معنی ہو سکتے تھے اور وہ مختلف واقعات کے لحاظ سے سب درست بیٹھتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ طریق کیوں اختیار کیا گیا کہ وہ اپنی وسیع پناہ گاہ میں ۳۰۰ سال رہے اور اس پر انہوں نے ۹ سال اور بڑھائے؟ کیوں نہ یہ کہہ دیا گیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ میں ۳۰۹ سال رہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو قرآن کریم کا طریق بیان ہی درست ثابت ہوتا ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے بعد جب ۳۰۰ سال گذر گئے تو قیصر روم (روم کے بادشاہ) نے اپنے وزیر اعظم کو کہا کہ کل جشن نوروز ہونے والا ہے۔ نئے سال کی افتتاحی تقریب ہونے والی ہے یہ مسیحی جماعت پھر کچھ کل پرزے نکالنے لگی ہے ان کی تبلیغی سرگرمیاں پھر کچھ تیزی اختیار کرتی جا رہی ہیں اور ان کی تبلیغی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں اس لیئے جشن نوروز پر شاہی اعلان میں یہ کہہ دیا جائے کہ آئندہ مسیحی جماعت کی ہر قسم کی تبلیغی سرگرمیوں پر مکمل پابندی عاید کی جاتی ہے۔ یہ کوئی جلسے جلوس نہیں نکال سکتے نہ ہی کسی قسم کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس پر وزیر اعظم نے بادشاہ کو جواب دیا کہ بادشاہ سلامت اب جانے دیں اس بات کو۔ اب پانی سر سے گزر چکا ہے۔ نیا مذہب آپ کے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ آپ کی بیٹی اور ملکہ نئے مذہب کو قبول کر چکی ہیں۔ فوج کا کمانڈر انچیف عیسائی ہو چکا ہے۔ چاروں صوبوں کے گورنر نئے مذہب کو قبول کر چکے ہیں۔ اب ان لوگوں پر پابندیاں لگانا بے معنیٰ ہیں۔ اس سے بادشاہ جو اس بات سے خفا ہو گیا اور وزیر اعظم کے بیان کی تصدیق کرنے کے لیئے اس نے اپنی بیٹی کو آواز دی کہ بیٹی ادھر آؤ تو بادشاہ کی آواز سن کر بیٹی کے ساتھ اس کی والدہ یعنی ملکہ بھی آگئی۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ یسوع مسیح کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے تو اس پر بجائے بیٹی کے جواب دینے کے ملکہ بول اٹھی کہ بادشاہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ہر شریف آدمی کو تم برا کہتے ہو۔ یسوع مسیح ایک نہایت مقدس انسان تھا۔ تب بادشاہ کو سو فیصد یقین ہو گیا کہ وزیر کی رپورٹ درست اور صحیح ہے۔ اس پر وہ انتہائی گھبراہٹ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے قلم اٹھائی اور اپنے بھتیجے قسطنطین اعظم (CONSTANTTINE THE GREAT) کے حق میں تخت سے دستبردار ہونے کا پروانہ لکھا اور یہ لکھ کر خود جنگلوں میں غائب ہو گیا اور تاریخ میں لکھا ہے کہ معلوم نہیں اس کا کیا حال ہوا۔ چنانچہ اگلے دن قسطنطین اعظم روم کے تخت پر مسند نشین ہوا اور عیسائیوں کو ہر طرح کی آزادی مل گئی اور اس واقعہ کے نو سال بعد خود قسطنطین اعظم نے عیسائی مذہب قبول کرنے کا اعلان کر دیا گویا عیسائیت کا مذہب اب اسٹیٹ ریلیجن ہو گیا۔ گویا دو واقعات ہوئے ہیں ایک ۳۰۰ء میں اور ایک ۳۰۹ء میں اسی لیئے قرآن کریم نے اس مدت کو اس طرح بیان کیا کہ سختیوں کا زمانہ ان پر ۳۰۰ سال تک رہا یعنی ۳۰۰ سال کے بعد سختیاں ایک حد تک ختم ہو گئیں اور انہوں نے ۹ سال اور بڑھا لئے یعنی برائے نام پابندیاں ۳۰۰ سال کے بعد مزید ۹ سال تک جاری رہیں اور ۳۰۹ میں تو بالکل ہی ختم ہو گئیں اور چونکہ عیسائیت اس سال حکومت کا مذہب بن گیا تو دیکھیں اللہ تعالیٰ کا طریق بیان جو اس نے قرآن کریم میں اختیار کیا اصحاب کہف کے گذشتہ گروہ کے لحاظ سے لفظاً لفظاً پورا ہوا اور اصحاب کہف کے دوسرے گروہ کے لحاظ سے بھی قرآن کریم کے بیان نے لفظاً لفظاً ہی پورا ہونا تھا اس کی اب تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

وباللہ التوفیق۔

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۸

پیدا ہو سکیں گے پس یہ وہ جذبہ ہے جو آپ کو اپنے بوسنین BOSNIANS بھائیوں کے دماغ میں پیدا کرنا چاہیئے۔ اگر یہ دنیا کے معاشرے کا شکار ہو جائیں اور اگر یہ دنیا کی لذتوں کی پیروی میں مبتلا ہو جائیں تو یہ جذبہ پنپ نہیں سکتا۔ یہ وہ عزم ہے جس کے ساتھ ایک مسلسل تکلیف دہ مشقت کی زندگی برداشت کرنے کے لیئے ان کو تیار ہونا ہو گا اور مسلسل ایسے پروگرام ذہن میں رکھنے پڑیں گے کہ جس کے نتیجہ میں بالآخر اس قوم میں اتنی طاقت پیدا ہو کہ وہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اور اس کی تائید کے ساتھ اپنے پورے وطن کو واپس حاصل کر سکیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ امریکہ کی جماعت ان تمام نصیحتوں کو ملحوظ رکھے گی جو میں اس خطبہ میں ان سے کر رہا ہوں اور اس خطبہ کے ذریعہ ان کے ساتھ شامل ہو رہا ہوں ورنہ خالی پیغاموں اور رسمی پیغاموں میں تو کوئی بھی حقیقت نہیں ہوا کرتی۔ ایسے پیغام مانگنا بھی ظلم ہے اور جس سے مانگے جاتے ہیں ان سے بھی زیادتی اور مذاق کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ خلیفۂ وقت سے غیر سنجیدہ باتیں تصور بھی نہیں کر سکتی۔ جب وہ پیغام مانگتی ہے تو ان ارادے اور یقین کے ساتھ اور عزم کے ساتھ مانگتی ہے کہ آپ جو کچھ کہیں گے ہم آمنّا و صدّقنا کہیں گے ہم لبیک لبیک کہتے ہوئے آپ کے ہر ہر حرف کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ پس اگر اس جذبہ کے ساتھ یہ پیغام مانگا گیا تھا تو جس جذبے کے ساتھ میں نے آپ کو یہ پیغام دیا ہے اس جذبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر عمل کریں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب میں اس خطبہ کو یہاں ختم کرتا ہوں اور تمام عالمگیر جماعت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج جماعت احمدیہ کی عظیم سعادتوں میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ ہوا ہے۔ خدا کرے کہ اس طرح ہر روز ہر شب جماعت احمدیہ ہر پہلو سے ترقی کرتی چلی جائے اور اسلام کے غلبہ کے وہ دن جو آج ہمیں دور دکھائی دیتے ہیں ہمیں قریب دکھائی دینے لگیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

نوٹ:۔ مکرم میر احمد صاحب جاوید۔ دفتر پ.س لندن کا مرتب کردہ یہ خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے (ادارہ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

تبلیغی و تربیتی مساعی

جماعت احمدیہ کیرلہ کی تبلیغی و دیگر سرگرمیاں

ایک نئی مسجد کا افتتاح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کالیکٹ سے ۵۰ کیلو میٹر جنوب میں واقع تیرور (TIRUR) میں جہاں حال ہی میں ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ ایک نہایت خوبصورت اور جاذب نظر مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جس میں مورخہ ۱۰ ستمبر ۹۳ء بروز جمعہ خاکسار نے سب سے پہلے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ خطبہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد شام کے وقت ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں محترم کے پی کنہا مو صاحب صوبائی امیر نے مسجد کا افتتاح کیا اور جماعت احمدیہ تیرور کا قیام۔ مسجد احمدیہ تیرور کی تعمیر کے سلسلہ میں احباب جماعت کی قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ اس افتتاحی تقریب میں شری وی۔ ایچ ماسٹر صاحب۔ محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب۔ محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر۔ شری جے۔ رتن ماسٹر (میونسپل کاؤنسلر) شری جی موہن کمار اور مولوی کے محمود احمد صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔

اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے کیرلہ کی تمام جماعتوں سے سینکڑوں کی تعداد میں احباب و مستورات تشریف لائے ہوئے تھے۔ جمعہ سے قبل صبح ۱۰ بجے تا ایک بجے کیرلہ کی تمام جماعتوں کے صدر صاحبان کی جنرل میٹنگ ہوئی۔

لجنہ اماء اللہ کا اجتماع

مرکزی ہدایت کے مطابق ہر جماعت میں لجنہ اماء اللہ کے الگ الگ اجتماعات ماہ اگست میں ہوتے رہے ہیں۔ مورخہ ۱۲ ستمبر کو کالیکٹ میں مختلف پروگراموں کے ساتھ صبح ۹ بجے تا شام ۶ بجے نہایت شاندار رنگ میں منعقد ہوا۔ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ سٹیٹ پریذیڈنٹ کی زیر صدارت منعقدہ اجتماع کا افتتاح محترم صوبائی امیر صاحب نے فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار نے مختلف تربیتی پہلوؤں پر تقریر کی۔ اس کے بعد دوپہر تک ناصرات نے اور دوپہر کے بعد ۶ بجے تک لجنہ کے مختلف مقابلہ جات ہوئے۔ آخر میں قیمتی انعامات تقسیم کئے گئے۔

اس اجتماع میں بہنوں اور بچیوں کی غیر معمولی حاضری تھی۔ مورخہ ۲۳، ۲۴ اکتوبر کو کالیکٹ میں سالانہ صوبائی اجتماع منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اس میں کیرلہ کے طول و عرض سے ایک ہزار سے زائد نمائندوں کی شرکت کی توقع ہے۔

اسلام انسائیکلوپیڈیا ملایالم میں جماعت کا ذکر

اسلامی اور چند مسلم اداروں نے مل کر ISLAM ENCYCLOPEDIA کے نام سے ایک ضخیم کتاب حال ہی میں شائع کی تھی۔ اس میں قادیانزم کے زیر عنوان ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ میں اوّل تا آخر صرف اور صرف جھوٹ سے کام لیتے ہوئے بہت سارے عقائد ہماری طرف منسوب کرتے ہوئے غیر اسلامی بدباطنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمیں کافر قرار دینا ہی اس مفہوم مقالہ کا مقصد ہے۔ یہ مقالہ پڑھتے ہی خاکسار نے فوراً اس کا جواب لکھا اور اس کتاب کے تمام الزامات اور افتراؤں کا مدلل جواب لکھا نیز اس کتاب کے [illegible] کو جماعت کی طرف سے شدید احتجاج کیا۔ جوابی کتاب زیر طبع ہے۔

ظہور امام مہدی بارہویں ایڈیشن

خاکسار نے ظہور امام مہدی کے عنوان سے چند سال قبل ملایالم اور تامل زبانوں میں ایک کتاب شائع کی تھی۔ اس کتاب کے تامل میں چار ایڈیشن اور سری لنکا میں اس کی دو ایڈیشن شائع ہوئی تھیں۔

کیرلہ میں ملایالم زبان میں اب تک اس کی ۱۱ ایڈیشن شائع ہوئی تھیں۔ جو اب ختم ہو چکی ہے۔ اب بارہویں ایڈیشن بہت سارے اضافوں کے ساتھ جس میں عالمی سطح پر حضور انور کے خطابات کے نشر ہونے کے سلسلہ میں پیشگوئیاں بھی درج ہوں گی زیر طبع ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اس کتاب کے ذریعہ کئی سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجدد الف ثانی کی برسی

کالیکٹ میں بعض مسلم اداروں کی طرف سے مورخہ ۱۳ اگست کو حضرت مجدد الف ثانی رح کی برسی وسیع پیمانے پر منائی گئی۔ اس سلسلہ میں مقامی ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ عام بھی منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر تقسیم کرنے کے لئے خاکسار نے ایک مضمون لکھا جس میں مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رح کے مکتوبات میں سے ایک اقتباس درج کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی حقیقت بیان کی گئی تھی۔ یہ مضمون جو پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوا ٹاؤن ہال میں اور اس کے ارد گرد وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ ہزاروں افراد تک اس طرح یہ پیغام پہنچانے کی توفیق ملی فالحمد للہ۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

عظیم الشان کامیاب تبلیغی جلسہ

ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کثیر الاشاعت روزناموں میں بے مثال تشہیر

جرمنی میں ہونے والے سہ روزہ جلسہ سالانہ ڈش گیارہ۔ بارہ ستمبر کی تشہیر مقامی کثیر الاشاعت روزناموں میں کی گئی اور دعوت نامے بھجوائے گئے تاکہ غیر از جماعت افراد ہمارے پیارے امام کے خطابات سے بذریعہ ٹیلی ویژن استفادہ کر سکیں۔ نیز ۱۲ تاریخ کو عظیم الشان جلسہ چار بجے شام سے محترم ڈاکٹر عثمان غنی صاحب صدر شعبہ اسلامک ریسرچ کلکتہ یونیورسٹی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس جلسہ کی کم و بیش دس اخبارات میں تشہیر ہوئی۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بھی خبروں میں جماعت احمدیہ کے اس جلسہ کا ذکر کیا۔

تلاوت و نظم کے علاوہ مکرم سید محمود احمد صاحب نے انگریزی زبان میں استقبالیہ اور جلسہ کی غرض و غایت پیش کی۔ بعدہٗ مکرم فیروز الدین انور صاحب و مکرم منظور عالم صاحب اور محترم منیر احمد صاحب بانی مکرم مولوی نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ گنگارام پور خاکسار حمید الدین شمس محترم محمد مشرق علی صاحب ایم اے امیر جماعت بنگال اور اس علاقہ کے کونسلر شری بھانو داس اور صدر اجلاس و ظفر احمد صاحب نے سامعین کو مخاطب کیا۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات مکرم فضل الرحمٰن کریم صاحب نے نہایت اخلاص سے کیا۔ اس جلسہ میں کئی اضلاع سے بھی احمدی احباب پہنچے۔ پولیس کے اعلیٰ افسر اور غیر از جماعت افراد نے ذوق و شوق سے شمولیت فرمائی۔ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا ہوئے اور اس جلسہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ حضور انور کا اختتامی خطاب بر موقع سالانہ جلسہ جرمنی سنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

(حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام)

صوبہ کشمیر میں خدام و اطفال کا زونل اجتماع

یکم اگست ۹۳ء بروز اتوار مجالس خدام الاحمدیہ کشمیر کے لے زون کا سالانہ اجتماع کا آغاز دوپہر ایک بجے ہوا۔ جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب قائد علاقائی نے کی۔ تلاوت کلام پاک پرچم کشائی عہد اور نظم خوانی کے بعد مکرم فرید احمد صاحب قائد مجلس آسنور نے حضور ایدہ اللہ کے ایک گزشتہ پیغام کے اقتباسات پڑھ کر سنائے ازاں بعد مکرم سید ناصر احمد صاحب ندیم معلم وقف جدید نے افتتاحی تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم قائد صاحب علاقائی نے تمام خدام و اطفال کو مبارک باد دی کہ پانچ سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ روحانی اور تربیتی اجتماع منعقد کرنے کی توفیق بخشی۔ افتتاحی اجلاس کے بعد خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے جن میں خدام و اطفال نے کافی ذوق سے شمولیت کی ــــ دوسرے دن صبح آٹھ بجے اس اجتماع کا اختتامی اجلاس ہوا جس کی صدارت کے فرائض مکرم ماسٹر عبد الحکیم صاحب وانی صوبائی جنرل سیکرٹری نے انجام دیئے۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد خاکسار نے افراد کا شکریہ ادا کیا۔ صدارتی خطاب کے بعد صدر اجلاس نے دعا کی۔ دوم و سوم آنے والے خدام و اطفال کو انعامات عطا کئے۔ دعا کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا۔ جملہ مجالس کے نمائندگان نے اجتماع میں شرکت کی۔ اجتماع گاہ اور اس سے ملحق راستوں کو خدام نے ۴ دیدہ زیب بینرز اور قطعات سے مزین کیا۔ فجزاھم اللہ۔

(شفیق احمد نائیک ناظم تربیت علاقائی صوبہ کشمیر)

آل کیرلہ مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ

کا

اگلی میں شاندار سالانہ اجتماع

٭ علماء سلسلہ کی روح پرور تقاریر ٭ تین دن روحانی ماحول کے دلکش نظارے

از مکرم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کہ صوبائی اجتماعات کو مضبوط کیا جائے کے پیش نظر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے کیرلہ کی علاقائی قیادت کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے ۲۹-۳۰-۳۱ر اگست کو ضلع پالگھاٹ کی ایک خوبصورت پہاڑی کے تفریحی مقام "اگلی" میں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور مجھے بھی اس اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ خاکسار قادیان سے مورخہ ۲۴ کو روانہ ہو کر مورخہ ۲۶ کو کالیکٹ پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر مکرم محمد حسن کویا صاحب قائد علاقائی کیرلہ مکرم پی۔ ایم بشیر صاحب معتمد۔ دوسرے عہدیداران مجلس اور خدام کے ساتھ استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ کالیکٹ کیرلہ کا مشہور شہر ہے۔ اور تاریخی لحاظ سے بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ مقام اجتماع کالیکٹ سے ۱۲۰ کلو میٹر سے زائد اور منار گھاٹ سے ۲۹ کلو میٹر کے فاصلہ پر تھا۔ کالیکٹ سے ہم قافلہ کی صورت میں بذریعہ کار جو مکرم سی کے عبدالغفور صاحب سابق قائد علاقائی کیرلہ نے انتظام سے بھجوائی تھی۔ اسی دن بخیریت اگلی پہنچ گئے۔ ہمارے وفد میں مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ مکرم مولوی ابوالوفا صاحب سابق مبلغ سلسلہ مکرم کویا صاحب زعیم انصار اللہ کیرلہ کے علاوہ انجمن کیرلہ کی دیگر عہدیداران مجلس اور خدام و اطفال بھی سوار تھے۔ کالیکٹ مشن سے اجتماعی دعا کے ساتھ یہ قافلہ روانہ ہوا۔ راستہ میں ناریل کے باغ اور کھیتوں میں لگے کیلے اور لہلہاتے ہوئے دھان کے ہرے بھرے کھیت قدرت کی کاریگری کا حسین نظارہ پیش کر رہے تھے۔ منار گھاٹ پہنچتے ہی پہاڑی راستہ شروع ہو گیا تھا۔ بل کھاتی ہوئی سڑک جو پہاڑوں کے سینوں سے گذر رہی تھی پر ہماری کار رواں دواں تھی جگہ جگہ حسین وادیاں دلکش مناظر پیش کر رہی تھیں۔ نظر جہاں تک جاتی تھی سرسبز و شاداب پہاڑیاں نظر آتی تھیں آبشار اوپر پرندے نغمہ سرائی کر رہے تھے ادھر نیچے گرمی تھی چند ہی منٹوں بعد موسم خوشگوار اور ٹھنڈا ہو گیا۔

بہرحال و قدرات۔ ۱ بجے اگلی پہنچ گیا منتظمین اجتماع نے ہمارے قیام کا انتظام ایک اونچی پہاڑی کی چوٹی پر سرکاری خوبصورت بنگلہ میں کیا تھا جس میں تمام سہولیات میسر تھیں اجتماع میں شامل ہونے والے خدام و اطفال کی رہائش کے لئے ایک سرکاری دفتر میں انتظام کیا گیا تھا۔ جس کے کشادہ ہال میں نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ اگلی سمندری سطح سے قریباً ساڑھے تین ہزار فٹ اونچا ہے۔ آسمان سارا دن ابر آلود رہتا ہے مگر بارش بہت کم ہوتی ہے سارا دن وقفہ وقفہ کے بعد فوار سی پڑتی رہتی ہے۔ مسلسل ٹھنڈی ہواؤں کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ دور سے بادل پہاڑی لوگوں کے مکانوں سے الجھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ بادل کے گالے اڑتے اڑتے ہماری قیام گاہ تک بھی پہنچ جاتے تھے۔ اگلی میں جماعت قائم نہیں ہے مگر یا کئی کے دوست مکرم کنجید و صاحب کا کچھ عرصہ قبل یہاں تبادلہ ہوا ہے اکثریت آدی واسی لوگوں کی ہے موصوف کی بدولت بہاری اور کسی عزت کا تمام لوگوں اور سرکاری افسران پر اثر ہے ان کے تعاون سے سرکاری عمارتیں اور بنگلے حاصل کرنے میں قیادت علاقائی کو کوئی دشواری نہیں ہوئی مسلمان بھی تھوڑی تعداد میں اس علاقہ میں موجود ہیں۔ پہاڑی ڈھلانوں پر کھیتی کر کے یہ لوگ گذارہ کرتے ہیں۔ مورخہ ۲۹ر اگست کو نماز تہجد سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ جو کہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے پڑھائی۔ اس اجتماع میں علمی مقابلہ جات کے ساتھ ساتھ تربیتی اجلاسوں کا بھی خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ جن میں علماء سلسلہ نے پر مغز تقاریر کیں جن میں مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ کیرلہ مکرم مولوی ابوالوفا صاحب مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب الپی مکرم مولوی کے محمود صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ مکرم کویا صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کیرلہ، مکرم پروفیسر محمود صاحب پیانور فی کے محمود صاحب کرولائی نے بھی علمی تقاریر کیں۔ بعض دوسرے دوستوں نے بھی تربیتی اجلاسات میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس طرح تین دن تک اجتماع کے پروگرام چلتے رہے۔ اور مورخہ ۳۱ر اگست کو دوپہر دو بجے کے قریب مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ کیرلہ کی دعاؤں کے ساتھ اجتماع اختتام کو پہنچا۔ اختتامی جلسہ میں نعرہ تکبیر سے اگلی وادی گونج رہی تھی۔ اس اجتماع میں کیرلہ کے طول و عرض سے چار صد خدام و اطفال شریک ہوئے۔ اجتماع نہایت ہی منظم طریق پر ہوا ہر چیز کا انتظام سلیقے سے کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے رہائش اور کھانے پینے میں کسی کو کوئی دقت نہیں ہوئی۔ کیرلہ کے خدام مبلغین سلسلہ کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ ۔۔۔ اور مبلغین سلسلہ اپنے مفید مشوروں کے ساتھ خدام کی احسن رنگ میں رہنمائی کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی ہو رہی ہے۔ لوگوں میں تبلیغ کا ایک خاص جوش ہے۔ ایک عجیب لگن ہے۔ دینی علم سے ہر ایک کو ایسا شغف ہے کہ خدام اور بعض اطفال بھی اچھے رنگ میں تبلیغ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لوگ فالتو وقت دینی علم حاصل کرنے میں گزارتے ہیں۔ مجھے لوگوں میں نمایاں تبدیلی نظر آئی۔ اس کی وجہ معلوم کی تو لوگوں نے بتایا کہ ڈش انٹینا لگنے کی وجہ سے حضور انور کے خطبات سننے سے ایسا ہوا ہے۔ اور مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج مبلغ خدام الاحمدیہ کیرلہ کے تعاون سے ہر خطبہ جمعہ کا ترجمہ ملیالم زبان میں کر کے فوری طور پر تمام جماعتوں میں بھجوا دیتے ہیں۔ تبلیغ کے نتیجہ میں خاص طور پر نوجوان سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں بعض میں نے چھوٹی عمر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ اُن کو اُن کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔ اور کئی قسم کی تکلیفیں دی گئی ہیں مگر وہ اپنے عہد پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ ان کے چہروں پر ایک رونق ہے۔ شادابی ہے اور نور کی جگمگاہٹیں نمایاں ہیں۔ وہ تبلیغ بڑے جوش سے کرتے ہیں۔ اکتاہٹ کا نام تک نہیں ہے۔ اور روشن مستقبل کی طرف رواں دواں ہیں۔ کیرلہ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے مساجد بڑی خوبصورت تعمیر کی جاتی ہیں۔ صفائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی اقتصادی حالت اچھی ہے بڑے بڑے ہوٹل اور کاروباری اداروں کے مسلمان مالک ہیں مسلمان عورتیں پردے کا اہتمام کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ چھوٹی بچیوں کے سر کے اوپر کپڑا رہنا ضروری ہے۔ اکثر پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ جماعت کے لٹریچر کا پوری طرح مطالعہ کرنے کے بعد ہی یہ لوگ بیعت کرتے ہیں۔ اور جب بیعت کر لیتے ہیں تو پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہتے ہیں۔ خوبصورت مکانات تعمیر کرنے کا ان لوگوں کو شوق ہے اور پھر ان میں کثرت سے پھول لگانے کا ذوق ہے۔ اسلامی تعلیم کے مطابق صفائی کو ترجیح دیتے

ہیں۔ گلی محلوں، ہوٹلوں میں صفائی نظر آئے گی۔ لوگ صاف کپڑے پہننے کے عادی ہیں اور خوشبو کا استعمال ہر کوئی کرتا ہے۔ اگر بسوں میں سفر کر رہے ہوں گے تو معلوم ہوتا ہے کسی چمن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور طرح طرح کے پھولوں کی مہک آ رہی ہے۔ کیرلہ میں کسی بھی مذہب کا کوئی بھی آدمی ہو ان کے اندر ایک اخلاق ہے اور ادب ہے۔ انسانیت زندہ آباد کا نعرہ موجود ہے۔ قول و فعل میں تضاد نہیں ہے۔ بڑی صاف اور ستھری غذا کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے روح بھی نیک اثر قبول کرنے میں دیر نہیں کرتی۔ عموماً کھانے میں یہ لوگ چاول۔ گوشت۔ مچھلی۔ کیلے۔ پاپڑ۔ ناریل، پنڈالوں اور طرح طرح کی سبزیوں کا استعمال کرتے ہیں۔ کئی قسم کے کیلے اور مچھلی بڑی مقدار میں دستیاب ہیں۔ حتیٰ ایک قسم کی مچھلی ہے جس کو امیر طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ساتھ غریب بھی استعمال کرتے ہیں زیادہ مہنگی نہیں ہے۔ ان کے کھانے بڑے لذیذ ہوتے ہیں۔ بعض جگہ سیپیوں اور گھونگھوں کا گوشت بھی ملتا ہے کیلوں سے کھانے کی طرح طرح کی چیزیں بناتے ہیں۔ مثلاً چپس۔ کیلوں کو ابال کر کھانا۔ کیلوں کے میٹھے پکوڑے۔ کیلے کو ناریل کے ساتھ تل کر ناشتہ میں چائے کے ساتھ کھانے کا لطف وغیرہ وغیرہ۔ چاول کی فصل ہر موسم میں کھیتوں میں نظر آئے گی۔ ناریل سپاری۔ کالی مرچ کے کھیت پورے کیرلہ میں نظر آئیں گے۔ یہ لوگ ناریل اور سپاری تھوڑے تھوڑے وقفہ سے بوتے ہیں۔ اور پھر درختوں پر کالی مرچ کی بیلیں چڑھا دیتے ہیں۔ ربڑ کے باغ اکثر دیکھے جا سکتے ہیں قطعہ واشناذ بھی پایا جاتا ہے۔ کافی، سبز الائچی کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔ کیرلہ میں ایک مکان دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا بہت کم نظر آئیں گے۔ ہر ایک نے اپنے باغ میں اپنا الگ مکان تعمیر کیا ہوا ہے۔ پورے کیرلہ کو ایک بڑا شہر کہا جا سکتا ہے۔ سمندر میں جس جگہ دریا آ کر گرتے ہیں وہ منظر خاص طور پر دیکھنے کے قابل ہے۔ بیچ پر ناریل کے گھنے جنگل نیلا آسمان پر ہلکے بادل ہوں اور ٹھنڈی ہوا سر سر چل رہی ہو اور دن خیرباد کہہ رہا ہو اور دور مغرب میں سورج کی لالی آسمان پر سمندر میں غروب ہو رہی ہو۔ اندھیرا سمندر کی لہروں کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے باہیں پھیلائے کھڑا ہو۔ ایسے میں ایک کشتی میں سمندر کے کنارے پر سیر کرنے والے کو جو تسکین ملتی ہے اس کا ذکر ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد از جلد اس خطہ ارضی کو احمدیت کے نور سے منور کر دے۔ چونکہ اجتماع ختم ہونے کے بعد چند جوالس۔ منارکاڈ۔ انیمالم۔ کروناگاپلی۔ کالیکولم کرڈیاتھیر۔ کالیکٹ۔ پینگاڈی۔ کنانور اور کرولائی کا تربیتی دورہ کر کے قادیان واپسی ہوا۔ آخر پر تمام انصار۔ خدام اور اطفال بھائیوں اور قیادت علاقائی کیرلہ، قائدین مجالس کا میں ممنون و مشکور ہوں۔ انہوں نے ہر طرح سے تعاون فرمایا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

میلاپالم میں دو روزہ عظیم الشان تبلیغی جلسہ

جماعت احمدیہ کے دیرینہ مخالف اور نامور کذاب و مفتری مولوی محمد اسماعیل صاحب سونگھڑوی چند ہفتے قبل تامل ناڈو کے میلاپالم میں براجمان ہوئے تھے۔ ۱۱ر جولائی کو ایک جلسہ عام میں جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت سوقیانہ انداز میں نہایت کذب بیانی کی۔ اس کذب بیانی سے اس علاقہ کے تمام احمدی انگشت بدنداں تھے کہ مولوی ہو کر اور امیر شریعت کہلا کر اتنا جھوٹ!! وہ بھی پبلک میں بولتے ہوئے اس شخص کو رتی بھر خوف خدا نہیں!! اور آخر میں سب احمدیوں کا ایمان اور زیادہ پختہ ہوتا گیا۔

مولوی سونگھڑوی صاحب کی ان فتنہ انگیزیوں کے بعد پیدا شدہ صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے مکرم محمود احمد صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ تامل ناڈو، مکرم نور کریم اللہ صاحب اور مکرم مولوی محمد علی صاحب مبلغ مدراس پر مشتمل ایک وفد میلاپالم گیا۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ ایک پبلک جلسہ کا انعقاد کر کے ان تمام اعتراضات والزام تراشیوں کا جواب دیا جائے۔

چنانچہ مورخہ ۲۴-۲۵ر جولائی ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ اتوار کو جماعت احمدیہ میلاپالم نے ایک شاندار دو روزہ جلسہ عام کا اہتمام کیا۔ اس کے لئے وہاں کے سب سے بڑا ہال دو روز کے لئے کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ صبح سے شام تک دو روز اس ہال میں مختلف زبانوں کے قرآن مجید کے تراجم اور کتب کی نمائش کا اہتمام کیا گیا خدا کے فضل سے دونوں دن سینکڑوں کی تعداد میں لوگ یہ نمائش دیکھ کر محظوظ ہوتے رہے۔ تقریباً ایک ہزار روپیہ کی کتب خرید کر لے گئے۔

اس جلسہ میں شرکت اور تقریر کے لئے خاکسار کے علاوہ اڑیسہ سے مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑوی صدر جماعت جمشید پور کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ دونوں روز جلسوں کی صدارت مکرم عبد القادر صاحب صدر جماعت نے فرمائی۔ پہلے جلسہ کا آغاز رات ۸ بجے ہوا جس میں مکرم صدر صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی کی تقریر اور اس کا پس منظر اور مخالف علماء کے ساتھ کی گئی خط و کتابت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد ایوب صاحب عاقل نے مسئلہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق مولوی سونگھڑوی کے اعتراضات کا جواب دیا۔ بعدہ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب نے مختصر تقریر کی اس طرح ۱۰ بجے جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرے دن بروز اتوار ۵ بجے شام تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی محمد علی صاحب مبلغ مدراس نے مسئلہ ختم نبوت پر مخالف مولویوں کے اعتراضات کے جواب دیئے بعدہ خاکسار نے تقریباً دو گھنٹے کی اپنی تقریر میں مکرم اسماعیل سونگھڑوی صاحب کے کم و بیش تمام اعتراضات اور الزامات کا تفصیل سے جواب دیا۔ بعد ازاں مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑوی نے جو مولوی اسماعیل صاحب سونگھڑوی کے قریبی رشتہ دار ہیں، نے مولوی اسماعیل صاحب کی کرتوتوں کا واقعاتی جائزہ لینے کے بعد ان کے تبلیغی کارناموں کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو جو نتائج حاصل ہوئے تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی۔ یہ تمام تقریریں ٹیپ ریکارڈ کی گئی ہیں۔ جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ تقریریں ہر جگہ سنائی جائیں تاکہ سارے میلاپالم میں مولوی سونگھڑوی کی کذب بیانیوں کی حقیقت معلوم ہو۔ اس کے بعد چند سوالات پر مشتمل رقعہ جات آئے جن کا مکرم صدر صاحب نے تسلی بخش طور پر جواب دیا۔ آخر میں مکرم مولوی محمد علی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ اس کے بعد یہ جلسہ رات کے ½۱۰ بجے نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ ان جلسوں میں شرکت کے لئے تامل ناڈو کی تمام جماعتوں سے سینکڑوں احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ نیز بہت کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب بھی دونوں روز جلسوں میں شرکت کرتے رہے۔ جماعت احمدیہ میلاپالم کی تاریخ میں اتنی کثیر تعداد میں غیر احمدیوں کی حاضری اس سے قبل کسی جلسہ میں نہیں ہوئی تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں حق و صداقت کا بول بالا فرمائے آمین۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

پتھنم تھٹہ (کیرلہ) میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۳؍۷؍۹۳ کو مسجد احمدیہ پتہ پیریم میں بعد نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ نظم و تلاوت کے بعد خاکسار نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اس کے بعد مکرم مولوی کے محمود احمد صاحب نے دعوت الی اللہ کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں اور اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ خاکسار کی اختتامی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

(سی. ایچ. عبد الرحمن معلم وقف جدید)

مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک کا سالانہ اجتماع

مورخہ ۴-۵ر ستمبر کو ہمارا مقامی اجتماع منعقد ہوا۔ پہلا اجلاس خاکسار کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد آغاز ہر مقابلہ ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ اور ہر خدام اور اطفال نے اس اجتماع میں حصہ لیا۔ اسی طرح دوسرے دن کا پروگرام رات دس بجے تک جاری رہا آخر میں خاکسار نے خدام و اطفال کا شکریہ ادا کیا۔ اختتامی اجلاس مکرم شیخ [illegible] صاحب جنرل سیکرٹری جماعت کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی ہارون رشید صاحب نے تقریر کی [illegible] ۲۶۔ بعدہ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ بھدرک نے خدام اور اطفال کو انعامات تقسیم کئے اور دعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام ہوا۔ (شیخ وسیم احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک)

بابا آیا سنگھ ریاڑکی کالج میں جلسہ سیرت النبیؐ

مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۳ء کو تغلوالہ ریاڑکی کالج (گورداسپور) میں کالج کے منتظمین کی جانب سے یوم سیرت النبیؐ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا اور جماعت احمدیہ کو بھی قبل از وقت اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی قیادت میں چار احباب اور گیارہ خواتین پر مشتمل ایک وفد اس مبارک تقریب میں شریک ہوا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق پہلے کالج کی طالبات اور سٹاف ممبر ان کا پروگرام شروع ہوا۔ محترمہ ہربیندر ریاڑ صاحبہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ پروگرام کی ابتداء کرتے ہوئے موصوفہ نے بتایا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کی جس میں پیار، محبت، خلوص، ہمدردی اور دعائیں بخشیں جس کے نتیجہ میں آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر آٹھواں انسان مسلمان ہے۔ اور کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ دنیا کے کسی نہ کسی خطہ میں اذان کی آواز سنائی نہ دیتی ہو۔ بعدہٗ چند طالبات نے مل کر "اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے۔ ایک نور تے سب جگ اُپجیا کون بھلے کو مندے" اور اس کے ساتھ کے حصہ کو ترنم سے پیش کیا۔

اس کے بعد بلجیندر سنگھ ان صاحبہ نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق" اور محترمہ بلجیت کور دسوہہ نے بعنوان "قرآن نے دنیا کو کیا دیا" بہت ہی عمدہ رنگ میں تقریریں کیں۔ درمیان میں ایک نظم "بدھ نانک رسول میرے نے۔ دور کیتے جناں اندھیرے نے" پیش کی گئی اور آخر میں دیم گرنتھ صاحب سے کچھ حصہ پیش کیا۔

بعدہٗ جماعت کا پروگرام تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا جو محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ نے کی، اور ساتھ ہی اس کا پنجابی ترجمہ بیان کیا۔ محترمہ زبیدہ پروین صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

پڑھ کر سنایا۔

تقریری پروگرام میں سب سے پہلے محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ بھارت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تعلق سے آپؐ کے بچپن اور جوانی کے حالات پر مفصل رنگ میں روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر محترمہ شمیم اختر گیانی نے بعنوان "آنحضرت صلعم کے عورتوں پر احسانات" کی۔ بعدہٗ نصرت گرلز کالج کی ایک طالبہ نے "بدرگاہ ذی شان خیر الانام" نعت ترنم سے پڑھی۔

اس کے بعد مردوں میں سے خاکسار تنویر احمد خادم نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر قوموں پر احسانات"۔ دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم اور تیسری تقریر مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب نے کی جس میں توحید اسلام کا طرۂ امتیاز مختصر رنگ میں بیان ہوا۔ آخر میں مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب فاضل نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے مکرم پرنسپل صاحب اُن کے سٹاف اور تمام سامعین جن میں مکرم سکھ دیو سنگھ صاحب (سابق ایم ایل اے) ممبر گوردوارہ شرومنی کمیٹی امرتسر بھی شامل تھے کا شکریہ ادا کیا۔

مکرم پرنسپل صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ میں اپنے سامعین سے پوچھتا ہوں کہ جو تعلیم آج حضرت محمدؐ صاحب کی پیش کی گئی ہے اس میں اور بابا نانک جی مہاراج کی تعلیم میں کیا فرق ہے۔ تمام مذاہب اگر اُن کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ ایک ہی ہیں۔ اور اُن کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ سب ایک ہی طرف انسان کو لے جانا چاہتے ہیں۔ یعنی خدا واہگورو کی طرف۔ محترم پرنسپل صاحب نے فرمایا کہ آج میں بہت خوش ہوں کہ یہ آج پہلا موقعہ ہے کہ ہم کو یہ توفیق ملی ہے کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دن منا رہے ہیں۔ جو ایک بہت ہی عظیم پیغمبر تھے۔

آخر میں آپ نے جماعت احمدیہ کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے بچوں کو آپ کی طرف سے دین اسلام اور حضرت محمدؐ صاحب کے بارہ میں وہ کچھ بتایا گیا جو ہمیں معلوم نہ تھا۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ جماعت احمدیہ اسی طرح آئندہ بھی اس قسم کی ہماری تقریبات میں شمولیت کر کے ہمیں زیادہ سے زیادہ دین اسلام اور حضرت محمدؐ صاحب کی تعلیمات سے روشناس کراتی رہے گی۔

دوران پروگرام ہال میں موجود تمام طالبات جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار ہوگی نہایت خاموشی اور دلچسپی کے ساتھ تقاریر نہ صرف سنتی رہیں بلکہ اکثر طالبات ساتھ کے ساتھ نوٹس بھی لیتی رہیں۔

جلسہ کے پروگرام کے بعد مکرم پرنسپل صاحب نے وفد کو تمام کالج کا معائنہ کرایا۔ ہم نے دیکھا کہ کالج کے تمام بلیک بورڈز پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے آنحضرت صلعم اور اسلام کی تعلیم بارے اقتباسات نوٹ کئے گئے تھے ایسا معلوم ہورہا تھا کہ گویا یہ کوئی اسلامیہ کالج ہے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے آمین۔

(تنویر احمد خادم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ - بقیہ صفحہ اوّل

فرمایا اگر خدا نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا نہ کیا ہوتا تو انسان کے لئے خدا سے محبت کرنے کا سوال بھی باقی نہ رہتا۔ کیونکہ محبت کے لئے ایسی اقدار کی ضرورت ہوتی ہے جو دونوں میں مشترک ہوں۔ فرمایا اللہ نے اپنی ہر مخلوق میں اپنی چھاپ رکھی ہے۔ اور انسان کو اپنی فطرت پر پیدا فرمایا۔ اور اپنی صفات سے مشابہ سب سے زیادہ صفات اس کو دیں جس سے اس میں محبت کی صلاحیت پیدا ہوگئی۔ حضور نے فرمایا کہ وہ طمانیت جو آخری صورت میں اس حُسن کامل تک پہنچنے سے نصیب ہو سکتی ہے جس کا ایک نقش فطرت میں موجود ہے۔ اللہ کے سوا کہیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ اگر جوڑوں کے ساتھ ایسا دل لگاؤ گے کہ وہی خواہشات کا آخری مرجع بن جائیں تو پھر حقیقی اطمینان نصیب نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ اسی لئے قرآن کریم نے متنبہ فرمایا ہے کہ اپنی خواہشات کو معبود نہ بنالینا۔ کہیں تمناؤں کی عبادت نہ کرنے لگ جانا۔ اور تبتل الی اللہ اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس مضمون کو سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا وجود تو ہر جگہ ہے لہٰذا کس چیز سے کس طرف فرار کا حکم ہے۔ فرمایا اس مضمون کو اس آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ○ کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہر فطرت انسانی میں خدا کا نقش ہے تو سہی۔ لیکن نظروں سے اوجھل ہے۔ جب باشعور طور پر اس میں اللہ کے رنگ بھرے جائیں گے تو فطرت میں سے الٰہی نور نکلے گا۔ اور خدا کی صفات حسنہ ظاہر ہوں گی۔ اور خدا اندر سے دکھائی دینے لگے گا۔

حضور نے فرمایا اس مضمون کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں اپنی فطرت پر پیدا کیا۔ لیکن ہم نے اس فطرت کی حفاظت نہیں کی۔ اور ہم نے اس فطرت میں جہاں اللہ کے رنگ بھرنے چاہیئے تھے، غیر اللہ کے رنگ بھر دیئے۔ پس ضروری ہے کہ غیر اللہ سے اللہ کی طرف دوڑیں۔ فرمایا ہم اپنے دل کے گوشوں سے بے خبر سفر کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ان میں ہولناک جانور چھپے ہیں۔

فرمایا اپنے وجود کے اندر جو غیر اللہ کے رنگ ہیں ان کی تمنا نہیں کرنی ہوگی۔ اور اللہ کے رنگ کی طرف دوڑنا ہے۔ پس جب اپنے وجود میں ڈوب کر دیکھیں گے تو دوڑنے کی اتنی جگہیں دکھائی دیں گی کہ آپ حیران رہ جائیں گے کہ کن خطرات کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ فرمایا جب عقلاً خدا کی طرف سفر اختیار کرتے ہیں تو بہت سارے بڑے بڑے سامنے آتے ہیں خواہشات کی رسی تڑانا مشکل ہوتا ہے۔ غیر اللہ کا خوف اور طمع دامنگیر ہوتی ہے۔ دل کے سارے گوشوں میں خطرات بسے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اس حیرت انگیز روحانی انتباہ کے بعد ہمیں لازماً بیدار مغزی سے اپنے نفوس میں وہ جگہیں تلاش کرنی ہوں گی جہاں غیر اللہ کے بھیانک، بدصورت اور مہلک جانور چھپے بیٹھے ہیں۔ اُن سے تعلق توڑ کر خدا کی طرف جانا ہوگا۔

فرمایا، محض خدا کی ظاہری صفات کا منہ سے پایا جانا کافی نہیں ہے۔ ہر صفت پر اللہ کے رنگ کا غالب آنا ضروری ہے۔ اور جب تک ہم اس مضمون کی گہرائی میں اُتر کر خود اپنا مُربی بننے کی صلاحیت اختیار نہیں کرتے ہم دنیا کے مُربی نہیں بنائے جا سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو غلبے کا وقت آ رہا ہے اور جس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں اس کے ساتھ اس مضمون کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر خدا نے غلبہ جلدی عطا کر دیا اور ہم مُربی بننے کی اہلیت سے عاری رہے تو دنیا میں کچھ اللہ کے رنگ اور کچھ غیر اللہ کے رنگ پھیلانے والے بن جائیں گے۔ جو بہت خطرناک بات ہے۔ اگر آپ اپنے نفس کے سچے مُربی بن جائیں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو فتح دور ہے وہ قریب کر دی جائے گی۔ فرمایا اس میں گہری حکمت کا راز ہے۔ اسے سمجھیں۔ اور غور سے ان مضامین کو سنیں۔ اور کوشش کریں کہ آپ کے اندر اپنے نفس کی تربیت کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان یکم اکتوبر ۹۳ء کو بعد نماز جمعہ اپنی اہلیہ محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھوں کے اپریشن کے علاج کے سلسلہ میں حیدر آباد روانہ ہو گئے ہیں۔ آں محترم مختلف جماعتی تقاریب میں بھی شرکت کریں گے۔ سفر و حضر میں خیر و عافیت سے رہنے اور موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اِدارہ)

واپسی ریلوے ریزرویشن

برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۴-۲۵-۲۶ ردسمبر ۱۹۹۳ء

جیساکہ احباب جماعت کو علم ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان ۲۴-۲۵-۲۶ ردسمبر ۱۹۹۳ء کی تاریخوں میں منعقد کیا جائے گا۔ احباب جماعت سے کثیر تعداد میں اس بابرکت روحانی جلسہ میں شرکت کی تحریک کی جاتی ہے۔ اس بابرکت سفر کے لئے احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ احباب جماعت کی سہولت کے لئے دفتر جلسہ سالانہ کی جانب سے قادیان سے واپسی کے لئے ریلوے ریزرویشن ان کی درخواست پر کرائے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب اس سہولت سے فائدہ اُٹھانے کے خواہشمند ہیں وہ مندرجہ ذیل کوائف سے جلد مطلع فرمائیں:۔

(۱)۔ تاریخ واپسی ریزرویشن۔ (۲)۔ اسٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کروانی مقصود ہے۔ (۳)۔ درجہ: فرسٹ کلاس / سیکنڈ کلاس / A.C. 2 یا 3 ٹائر سلیپر۔ (۴)۔ ٹرین کا نام اور نمبر۔ (۵)۔ سواریوں کے نام۔ عمر اور جنس (مرد / عورت)۔ (۶)۔ پورے ٹکٹ اور نصف ٹکٹ کی وضاحت (نصف ٹکٹ گیارہ سال کی عمر تک لگتا ہے)۔ ● چونکہ ریزرویشن کافی عرصہ پہلے کرانی ہوتی ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں اطلاع جلد از جلد بھجوائی جائے۔ تاکہ حسب خواہش ریزرویشن کرانے میں سہولت ہو۔ ریزرویشن کیلئے خط بھجوانے کے ساتھ ہی مہربانی کر کے کرایہ و اخراجات کی رقم بھی بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تفصیل کے ساتھ بھجوائیں اور اس کی اطلاع دفتر جلسہ سالانہ کو بھی دیں۔

آجکل اکثر اسٹیشنوں سے واپسی کا بھی ریزرویشن بذریعہ کمپیوٹر کرنے کا انتظام ہے۔ احباب اس سہولت سے بھی فائدہ اُٹھائیں۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

ضروری اعلان

برائے لجنات اماء اللہ بھارت

لجنات اماء اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بھارت کے مختلف صوبہ جات میں مندرجہ ذیل تاریخوں میں انشاء اللہ صوبائی اجتماعات منعقد ہوں گے۔ ممبرات زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے صوبہ کے اجتماع میں شامل ہوں اور رُوحانی پروگراموں سے استفادہ کریں۔

صوبہ جات	مقام اجتماع	تاریخیں
پنجاب	قادیان ۔ دہلی ۔ گدلی	۲۳-۲۴ ر اکتوبر
اُڑیسہ	محمود آباد	۶-۷ ر نومبر
کرناٹک زون ۲	یادگیر	۲۳-۲۴ ر اکتوبر
کیرلہ	کالیکٹ	۲۲-۲۳-۲۴ ر اکتوبر
تامل ناڈو	مدراس	۲۳-۲۴ ر اکتوبر

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

"وہ لوگ جو درحقیقت عارف ہیں باوجود صدہا مجاہدات اور عبادات اور خیرات کے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے رحم پر چھوڑتے ہیں اور اپنے اعمال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے اور کوئی دعویٰ نہیں کرتے کہ ہمارا کوئی حق ہے۔ یا ہم کوئی حق بجا لاتے ہیں"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز!

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز　پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:۔ ۶۲۹۴۴۳

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

لتھرا جیولرز

M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر:۔ حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

PHONE:- 04524 - 649.

QURESHI ASSOCIATES
MAUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE UP OF 100% PURE
LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID
BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ (ترمذی)

C.K. ALAVI　RABWAH WOOD INDUSTRIES,
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM, - 679339.
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبوی ﷺ

اِحْفَظْ لِسَانَكَ

(تو اپنی زبان کی حفاظت کر)

(منجانب)

یکے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۹- مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

NIR

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"

(کشتی نوح)

Starline

NEW INDIA RUBBER
WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ

(پیشکش)

پانی پولیمر کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبر:۔

43 — 4028 - 5137 - 5206